إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ ارگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۴ | مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۶ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ | نمبر ۳۷

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ؛

وفد ۲ ایڈ ووکیٹ ارا کین بیمار ہو جانے کے سبب ۱۲ اکتوبر کو قادیان واپس آ گیا ۔ امیر وفد جناب حافظ روشن علی صاحب بعارضہ بخار بیمار ہو گئے ۔ احباب ان کی اور ان کے ہمسفر مولوی علی محمد صاحب اجمیری کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ؛

ہفتہ کے دن لجنہ اماء اللہ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے زنانہ مکان کے صحن میں احمدی خواتین کی بُنی ہوئی اونی اور سوتی اشیاء کی نمائش کی ۔ اور احمدی مستورات کو خریداری کی تحریک کی ۔ ان اشیاء کے فروخت ہونے سے جو منافع حاصل ہو گا ۔ وہ تبلیغ کے فنڈ میں دیا جایا کریگا ؛

مولوی ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا کے اعزاز میں طلباء تعلیم الاسلام نے یکم نومبر کو بورڈنگ ہوس کے ڈائننگ ہال میں دعوت چائے دی ؛

رموزِ احمدیت

ایک مسلسل نظم

امتیاز و فرقان

(از جناب محمد احمد صاحب مظہر بی اے ایل ایل بی ۔ وکیل جالندھر)

گاہ خنداں گاہ گریانیم ما ۔۔۔ آفتاب و ابرِ نیسانیم ما

کاروانِ ما بمنزل در رسید ۔۔۔ ہمرہاں را باز جویانیم ما

یوسفِ گم گشتہ را دریافتیم ۔۔۔ ایں بشارت سوئے کنعانیم ما

در تلاشِ ہمنوایانِ قدیم ۔۔۔ ہر بصحرا و بیابانیم ما

سوز و سازِ ما براہ یار بود ۔۔۔ بے خبر از وصل و ہجرانیم ما

اے ز مشتاقانِ خیر الانبیاء ۔۔۔ تا نہ گوئی ہم جدا مانیم ما

مدعا و منتہائے ما یکے
قائل توحید یزدانیم ما

بیعت دل با محمدؐ بستہ ایم
با خدا ہم عہد و پیمانیم ما

با دل و جاں پیرو شرع متین
بندۂ ہر حکم قرآنیم ما

خلق میداند کہ بیش از دیگراں
عاملان پنج ارکانیم ما

آمد موعود را قائل تو نیز
بعثتش را ہم بیقین دانیم ما

رحمۃ للعالمین جانانِ ما
یکدل و یکرنگ و یکجانیم ما

ایں ہمہ ہیچی سواء بیننا
باز گو چوں نا مسلمانیم ما

در نزد دل وحی بعد از مصطفےٰؐ
تو پریشانی و حیرانیم ما

سنۃ اللہ را کنی تبدیل خود
بر چنیں عقل تو سوزانیم ما

وعدہ ہائے ایزدی یاد تو نے؟
الحکم در منقول میخوانیم ما

در قبول احمدؐ آخر زماں
مصطفےٰ را بندہ فرمانیم ما

گر سخن گیری تو سلطاں را بگو
حکم حکم او و غلامانیم ما

چوں ترا عشق محمدؐ ہست و نیست
با تو مانا و نمایانیم ما

منفصل ہم نیز با تو متصل
ہاں ضمیرِ نورایانیم ما

عشق و بدنامی نمی گردد جدا
کافر عشق و مسلمانیم ما

بالبصارت ہم بصیرت بایدت
مشکلے بسیار آسانیم ما

ہر شجر را مے شناسد از ثمر
مژدۂ فصل بہارانیم ما

مہدیٔ موعود را تو منتظر
از لقایش گل بدامانیم ما

قربت او را اگر دریافتیم
ہم بہر اسلام قربانیم ما

چوں تو درمانی ز خدمتہائے دیں
درد او را نیز درمانیم ما

پابجولانی تو در کاشانہ ات
گرد عالم گرم جولانیم ما

شیر قالیں کے ہمے آید بکار
در جہاں شیر نیستانیم ما

گاہ در میدان خاور نعرہ زن
گہ بمغرب رجز میخوانیم ما

تاکہ با ما در خورد زور آزمو
جاں بکف اینک بمیدانیم ما

رزم ہم با آزرم تدبیرت بگو
از پئے ہر دو بسامانیم ما

با دلائل با نشانات قوی
نیر ایمان و عرفانیم ما

برہمہ ادیان مسلط آمدیم
جوہر شمشیر برہانیم ما

یارب ما قہر و رحمت آفریں
روکش صد برق و بارانیم ما

چوں حریفاں تا فگنند از ہر کمیں
پاس دیں را سیف عریانیم ما

احمدیت فطرت اسلام ہست
خادم اسلام و قرآنیم ما

از قیود رنگ و بو آزادہ ایم
خیر خواہ نوع انسانیم ما

خود کجا و ایں سعادتہا کجا
بر خدائے خویش نازانیم ما

"ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا"

اخبار احمدیہ

موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ

جو احباب اپنے روپیہ کو کسی محفوظ تجارت میں لگا کر فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں وہ ناظر تجارت سے مفید مشورہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ناظر تجارت و صنعت قادیان پنجاب

حصہ وصیت میں اضافہ

بابو علی محمد صاحب کلرک ملٹری اکونٹس بالنس دروازہ شہر فیروزپور نے اطلاع دی ہے۔ کہ ماہ ستمبر ۱۹۲۶ء سے ان کی وصیت بجائے ۱/۸ حصہ ۱/۵ حصہ کے تصور کی جائے۔ چنانچہ ماہ ستمبر کی قسط اسکے حساب سے ہی آپ نے ادا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ بابو صاحب موصوف کو خدمات سلسلہ کے لئے بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ افسر مقبرہ بہشتی قادیان

درخواست دعا و شکریہ

دو ماہ بستر علالت پر پڑے رہنے کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے فی الحال اس قابل ہو گیا ہوں۔ کہ لاٹھی کے سہارے دفتر آسکوں۔ پاؤں کا زخم مندمل ہو چکا ہے۔ لیکن نقاہت اس قدر ہے کہ ابھی بغیر سہارے کھڑا ہونا بھی مشکل ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ پوری صحت عطا فرمائے۔

اس بیماری میں حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب نے جس شفقت اور مہربانی سے علاج فرمایا اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔ اور دین و دنیا کے اعلیٰ مراتب بخشے۔ ان احباب کرام کا جنہوں نے علاج میں حصہ لیا۔ یا اپنی دعاؤں میں یاد رکھا۔ اور زبانی یا تحریری طور پر ہمدردی فرمائی۔ بہت ممنون ہوں خدا تعالیٰ ان پر اپنا فضل کرے۔ خاکسار غلام نبی ایڈیٹر الفضل۔

مسجد نمبر کی مانگ

ڈاکٹر فتح الدین صاحب پشاور سے بذریعہ تار تیس پرچے الفضل کے منگواتے ہیں۔ آپ بھی جلد منگوالیں۔ اغلب ہے کہ آپ سوچتے رہ جائیں۔ اور پرچے ختم ہو جائیں۔ نمبر ۳۶ کے ساتھ نمبر ۳۷ بھی منگوانا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں بقیہ حالات اور مسجد کی تصویر بھی ہے۔ مینجر الفضل قادیان

التوائے جلسہ

چونکہ حافظ روشن علی صاحب بیمار ہو کر قادیان چلے گئے ہیں۔ اس لئے کھاریاں کا جلسہ جو ۶ و ۷ نومبر ۱۹۲۶ء بروز ہفتہ و اتوار ہونا قرار پایا تھا ملتوی ہو گیا ہے۔ خاکسار محمد الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ تہال۔

اعلان نکاح

مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو جناب مفتی محمد صادق صاحب نے چودہری محمد سعید صاحب احمدی سے ہماں بیگم صاحبہ بنت چودہری محمد حیات خان صاحب ساکن گڈہی اعوان (حافظ آباد) کا نکاح بعوض مہر دو ہزار روپیہ پڑھا۔ اس تقریب پر چودہری فتح محمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم جمعہ۔ قادیان دار الامان۔ مورخہ ۵ر نومبر سنہ ۱۹۲۶ء

احمدیہ مسجد لنڈن کا شاندار افتتاح

شیخ عبد القادر صاحب اور مہاراجہ بردوان کی تقریریں

(نمبر ۲)

گذشتہ پرچے میں جو روئداد افتتاح مسجد لنڈن شائع ہوئی ہے۔ اس میں یہ ذکر تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے برقی پیغام پڑھے جانے کے بعد جناب امام مسجد لنڈن نے تقریر فرمائی۔ اس تقریر کا بیشتر حصہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس مضمون سے ماخوذ ہے۔ جو اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے حضور نے لنڈن میں پڑھا۔ اس میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ مذہب کو اقوام میں تباغض و تنافر کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ رواداری پر عمل پیرا ہونا چاہیئے کیونکہ یہی ایک سچے مسلم کا نشان ہے۔ اس کے بعد جناب شیخ عبد القادر صاحب نے جو تقریر کی ہے۔ اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

جناب شیخ عبد القادر صاحب کی تقریر

میں بالوثوق کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہم سب کو شہزادہ امیر فیصل کی عدم شمولیت کی وجہ سے کچھ مایوسی ہوئی ہے۔ کیونکہ ان سے اس موقع پر اپنے قابل فخر والد امیر ابن سعود کے نمائندہ کی حیثیت سے رونق افروز ہونے کی امید کی جاتی تھی۔ اغلب تھا کہ ان کی موجودگی سے آج کے کام کی تاریخی اہمیت میں اضافہ ہو جاتا اور وہ لنڈن میں مسلمانوں کی سب سے پہلی عبادت گاہ کی رسم افتتاح کی انجام دہی کی یادگار کو اپنے مقدس وطن میں اپنے ساتھ لیجاتے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان واقعات کے پلٹا کھانے میں اللہ تعالیٰ کے اپنے خاص ارادہ کا دخل تھا۔

نبی کریم (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نہایت پرانے صحابی اور چچا زاد بھائی حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) کا ایک نہایت لطیف مقولہ ہے:- عرفت ربی بفسخ العزائم (میں نے اپنے رب کو مصمم ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا) مجھے اس سے بڑھکر کسی اور مشاہدہ کا علم نہیں۔ جو اس سے زیادہ واضح اور سچے طور پر کسی بالاہستی کے وجود کی صداقت پر دلالت کرتا ہو۔

یہ ایک حقیقت ہے۔ جو اسلامی تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں پر خوب ظاہر ہے۔ کہ اسلام کی ابتدار کمزور طبقہ میں ہوئی۔ عرب کا پیغمبر اعظم جو دنیا کے لئے زندہ کرنیوالا پیغام لایا۔ ایک یتیم تھا۔ جس کے بہت دوست نہ تھے۔ اور جس کو ایک عرصہ تک اپنے مریدوں کی چھوٹی سی جماعت پر اپنی شوکت کا سارا دار و مدار رکھنا پڑا۔ پس وہ ہدایت جو ان کے ذریعہ پھیلائی گئی۔ اس کی طاقت کا منبع دنیا کے بڑے اور طاقتور لوگ نہ تھے۔ بلکہ اس کو اپنی ہی باطنی روحانی طاقت کی وجہ سے قوت اور اقتدار حاصل ہوا۔ اسی طرح کون کہہ سکتا ہے کہ یہ چھوٹی سی مسجد جس کی رسم افتتاح آج ادا ہو رہی ہے اپنے اس مبارک کام کی کامیابی کے لئے بغیر ظاہری سامان شان و شوکت اور اقتدار کے پوری طاقت حاصل کرنے میں ناکام ہوگی۔

باوجود اس عزت کا پورا احساس ہونے کے جو مسجد کی منتظمہ کمیٹی نے مجھکو رسم افتتاح کی ادائگی کے لئے کہکر دی ہے۔ میں نے اس فرض کی سرانجام دہی کو جو میرے سپرد کیا گیا ہے بلا تامل اپنے اوپر نہیں لیا۔ اول تو میرے جیسا ایک عاجز انسان ایک شہزادے کا ادنیٰ بدل ہو سکتا ہے۔ دوسرے میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ جو رسوم کی ادائگی کیا کرتے ہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس قسم کے کاموں سے اشاعت خوب ہو جاتی ہے۔ اور اشاعت ایک ایسی چیز ہے۔ جس کو موجودہ زمانہ میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس طرح رسم افتتاح ادا نہ کی جاتی۔ اور پھر میں نے بھی اس میں اس قدر دلچسپی نہ لی ہوتی۔ تو یقیناً لنڈن جیسے بڑے شہر میں یہ چھوٹی سی مسجد جو آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے باوجود اس خوبصورتی کے جو اس کی سادہ طرز تعمیر میں ہے گوشۂ گمنامی میں رہتی۔ ایک لحاظ سے یہ امر میرے لئے خصوصیت سے موجب مسرت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لنڈن کی ایک مسجد کی رسم افتتاح میں شامل ہونے کی توفیق دی ہے۔ بیس سال کا عرصہ ہوا۔ کہ جب میں لنڈن میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ تو مجھے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ ان مسلمانوں کے لئے جو لنڈن میں سکونت رکھتے یا بغرض سیاحت آتے ہیں۔ ایک مسجد ہونی چاہیئے۔ نماز عیدین ہم جو کہ مسلمان کھلے طور پر پبلک باغوں (پارک) میں ادا کرتے تھے۔ ایک موقع پر جب مجھے امامت کا شرف حاصل ہوا۔ تو میں نے اس امید کا اظہار کیا کہ ممکن ہے کہ اس چھوٹی سی ابتدار (جو اس وقت ہوئی) کا نتیجہ کسی وقت یہ ہو۔ کہ ہم کو عبادت الٰہی کے لئے اپنی جگہ مل جائے۔ مجھے طبعاً اس بات سے خوشی ہوئی ہے کہ میرا وہ خواب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (جو کہ مسلمانوں کے فرقہ احمدیہ قادیان پنجاب کے واجب الاحترام اور ذی وجاہت امام ہیں) کی سعی بلیغ اور ان کے بے نظیر قربانی کرنیوالے مریدوں کی کوشش سے عملی صورت میں نمودار ہوئی ہے۔ مجھے خوب معلوم ہے۔ کہ مسلمانوں کے اس نئے فرقہ کو دیکھ کر بعض پرانے اور بڑے فرقے خوش نہیں ہوتے۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ شہزادہ فیصل کی عدم شمولیت کا باعث بھی ان کے اسی قسم کے مخالفین کی کوششوں کا نتیجہ ہو۔

میں جرأت سے اس خیال کا اظہار کرتا ہوں کہ ہمیں اس کام کو فرقہ بندی کے کسی تنگ پیمانہ سے نہیں ناپنا چاہیئے۔ بلکہ اسپر کمال فراخ حوصلگی اور وسعت قلبی سے نظر ڈالنی چاہیئے میں جب مغربی لوگوں کی پاک فطرت کے سامنے اسلام کے احکام کو رکھنے اور اس کی خوبیوں کے اظہار کی اشد ترین ضرورت کا اندازہ لگاتا ہوں۔ تو مجھے مختلف فرقوں کے اختلاف ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ جو آسانی سے نظر انداز کئے جا سکتے ہیں۔ کسی مذہب کے متعلق اس قدر غلط فہمیاں نہیں پھیلائی گئیں۔ اور اس کو اتنا بدنام نہیں کیا گیا۔ جتنا اسلام کو کیا گیا ہے۔ اور صرف چند سالوں سے ہی مغرب کے اہل علم طبقہ کو اس بات کا علم ہوا ہے۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ صرف دنیا کے عظیم الشان نبیوں میں سے ایک نبی تھا۔ بلکہ وہ اخلاق اور تمدن کے اعلےٰ اور مفید اصولوں کا معلم بھی تھا۔ قطع نظر اس بات کے کہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ہر مسلمان جو اپنے دل میں دین کی خدمت کرنے کی امنگ رکھتا ہے۔ اور اس کے پاس اس کے لئے ضروری سامان اور علم بھی ہے۔ اس کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ مغربی لوگوں پر اسلام کی اصل حقیقت کو آشکارا کرے۔ جب میں انگلستان میں ایک متعلم کی حیثیت سے چند سال رہا۔ تو زندگی کا وہ شعبہ جو مجھے سب سے زیادہ اپیل کرتا تھا۔ یہ تھا کہ ہم سب ہندوستانی ہیں۔ اور نہ ہندو مسلمان یا عیسائی اور اسی طرح مسلمان جو یہاں پر رہتے ہیں۔ سب مسلمان ہیں

اور نہ شیعہ، سنی یا احمدی۔ گو میں احمدی نہیں ہوں۔ مگر میں اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ایک مسجد کا جو احمدیوں نے بنائی ہے افتتاح کرنے کے لئے یہاں کھڑا ہوا ہوں۔ مجھے بھی بعض دفعہ احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ مگر میں نے ان کی اور دیگر مسلمانوں کی نماز میں کیا بلحاظ ارکان اور کیا بلحاظ الفاظ کوئی فرق نہیں دیکھا۔ ان کا بھی وہی قرآن ہے جو ان کے دیگر ہم مذہبوں کا ہے۔ وہ نبی کریمؐ کے ایسے ہی مطیع اور فرمانبردار ہیں جیسے کوئی شیعہ یا سنی ہے۔ اور وہ اسلام کے سب احکام کو مانتے اور عمل کرتے ہیں۔ گو بعض احکام کی تشریح میں وہ پرانے فرقوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔ مگر مغربی لوگوں کے پاس ان تفصیلات میں پڑنے کی بالفعل فرصت نہیں۔ اور انکو چاہیئے کہ وہ ابتداء میں اس ملک میں ان تفصیلات میں نہ پڑیں۔ اور اپنی زیادہ توجہ اسلام کے ارکان اور اس کے بنیادی اصولوں کی طرف رکھیں۔ جن سے اسلام کی تعلیم کی خوبیاں اور اسکی شوکت ان پر ظاہر ہو۔ دنیا کا کوئی مذہب نہیں جو مختلف فرقوں میں منقسم نہ ہو۔ اور اسلام اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ مسلمانوں کے اپنے حساب سے ان کے ۷۲ فرقے ہیں۔ مگر یہ اندازہ بہت پرانے وقت کا ہے۔ حافظ (شیرازی) جو آج سے چھ صدیاں قبل زندہ تھا۔ ہمیشہ اپنے شعروں میں اس تقسیم کی طرف اشارہ کیا کرتا تھا

جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر آج اسلام کے مختلف فرقوں کا شمار کیا جائے۔ تو وہ اس تعداد سے کہیں زیادہ ہونگے۔ مگر یہ اختلاف اسلام کے کسی فدائی کی پست ہمتی یا اس کے مخالفین کی حوصلہ افزائی کا موجب نہیں ہونا چاہیئے۔ اسلام کے مضبوط اور غیر متزلزل اصولوں کا یہ ثبوت ہے۔ کہ اس نے زمانہ کے اثرات اور اس کی تباہ کن کوششوں کا خوب دلیری سے مقابلہ کیا ہے۔ اور اب بھی اس کی مضبوط بنیادوں کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ اسلام کی وسیع عمارت کو صدمہ پہنچائے بغیر کئی زہریلے اثرات کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جزائر برطانیہ کے رہنے والے مسلمان اور خصوصاً جو لنڈن کے رہنے والے ہیں۔ وہ فرقہ بندی کے اختلافات سے اپنے آپکو بالا قرار دیتے ہوئے اپنے ہم مذہبوں کے ایک گروہ کثیر کے لئے قابل تقلید نمونہ پیش کرینگے۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس مسجد کے وجود سے جو اسلام کے اصولوں پر روشنی ڈالنے کے لئے عیسائیت کے مرکز میں بنائی گئی ہے۔ پورا فائدہ اٹھائینگے بہت سے طالبان حق اس نور سے حصہ پانے کے لئے تیار ہیں۔ جس کو ہمارے پیغمبر اعظم (صلعم) دنیا میں لیکر آئے تھے۔ اور جن کا اسم مبارک تمام دنیائے اسلام میں بڑی محبت اور احترام سے لیا جاتا ہے۔ اور روئے زمین کی تمام مسجدوں کے بلند میناروں پر سے دن میں پانچ دفعہ پکارا جاتا ہے۔ وہ دن قریب ہے۔ جبکہ یہ چھوٹی سی مسجد ایک بہت بڑی درس گاہ بنجائیگی یا شاید اسکے علاوہ ایک اور بڑی اور زیادہ شاندار مسجد لنڈن کے کسی مرکزی مقام پر بنادی جائے۔ اس پایہ کی مسجد یا تو ہندوستان کے مسلمانوں کی ہمت سے بنائی جا سکتی ہے یا مختلف اسلامی ممالک ملکر اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ یا ممکن ہے کہ حکومت برطانیہ کو ایک دن حکومت فرانس کے نمونہ پر چلنے کے فوائد کا احساس ہو جائے اور وہ بھی دارالخلافہ کی شان کے شایاں ایک مسجد لنڈن میں بنا دے۔ جس طرح حکومت فرانس نے ایک شاندار مسجد پیرس میں بنائی ہے۔ ایسی شاندار عمارت جب بن جائیگی۔ تو اس کا خوشی سے خیر مقدم کیا جائیگا۔ مگر بالفعل اس کی حقیقت ایک دلچسپ خواب سے زیادہ نہیں۔ مگر اسلام کی کامیابی کا دنیا کے اس روشن خیال اور بیدار حصہ میں (جہاں ہر بات کو نہایت غور و خوض اور چھان بین کے بعد مانا جاتا ہے) انحصار اس بات پر نہیں ہے کہ ہم لوگوں کے پاس کس پایہ کی اور کتنی مسجدیں ہیں بلکہ اس بات پر ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ اور ہمارا دستور العمل کیا ہے۔ اب یہ بات اس ملک کے طالب علموں، پیشہ وروں، تاجروں اور مبلغوں کے اختیار ہے۔ جو اسلام کی نمائندگی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہ اسلام کے ہونہار فرزند ہونے کا ثبوت دیں یا اس کو بدنام کرنے والے ہوں۔ ان لوگوں کی اخلاقی اور روحانی حالت کا اندازہ ان کی روزمرہ کی زندگی کے حالات، ان کے ایفائے عہد، فرائض کی ادائگی اور بنی نوع انسان سے دوستانہ سلوک سے لگایا جائیگا۔ اور اسی سے ان کی مذہبی تعلیم کا اندازہ ہو سکیگا۔ یہاں ہم نے ایک مسجد بنا کر اور اس طرح مسلمانوں کی سوسائٹی کا ایک مرکزی نقطہ قائم کر کے ہمیں اپنے ایمانوں کی آزمائش کا موقع ملا ہے اور اب ہمارے نفسِ اسلام اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرض ہے کہ ہم اس آزمائش میں پورے اتریں۔ اب ہم سب ملکر دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ جو خالق ارض و سما ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ یعنی راہ ان لوگوں کی جن پر اس نے انعام کیا۔ اور نہ مغضوب علیہ کی۔ آمین ٭

پیشتر اس کے کہ میں تقریر کو ختم کروں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ان تمام مسلمانوں کی طرف سے جو یہاں جمع ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کا شکریہ ادا کروں۔ جو دیگر مذاہب سے یہاں تشریف لائے ہیں۔ ان لوگوں نے بلاشبہ اپنی شمولیت سے ہماری حوصلہ افزائی کی ہے۔ اور اس مبارک موقعہ پر تشریف لاکر ہمدردی اور اتحاد کی ان کڑیوں کو مضبوط کرنے میں ہماری امداد کی ہے۔ جن کی طفیل کئی قومیں اور لاکھوں نفوس حکومت برطانیہ کے سایہ عاطفت کے نیچے امن سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مختلف اقوام کو آپس میں اتحاد اور یگانگت پیدا کرنے میں بہت سہولت ہوگی۔ اور اس طرح بنی نوع انسان کے بھائی بھائی ہونے کا حقیقی اصل اپنی صحیح شکل میں ظاہر ہو کر عملی جامہ پہن لیگا۔ جس سے ہماری یہ زندگی موجودہ حالت سے زیادہ خوشگوار اور بہتر صورت میں بدل جائے گی ٭

اس کے بعد مہاراجہ بردوان نے جو تقریر کی وہ حسب ذیل ہے

مہاراجہ صاحب بردوان کی تقریر

جس وقت مجھے دعوتی خط اس موقع میں شریک ہونے کے لئے ملا تو میں نے محسوس کیا کہ اس موقع پر شریک ہونا صرف میرا فرض نہیں ہے۔ بلکہ یہ فرض ہے۔ کہ میں خوشی کے ساتھ اس میں شرکت اختیار کروں۔

ہندوستان کے ہر اس باشندہ پر کہ جو اپنا مادری وطن چھوڑ کر مغرب میں آتا ہے۔ یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ مغربی عجائبات کو دیکھکر اپنے مذہب اور مذہبی جوش کو کھو دیتا ہے۔ مگر زمانہ یہ اشارہ کر رہا ہے۔ کہ ان ہندوستانیوں کو کہ جنھوں نے مغربی ممالک کو خارجی طور پر اپنی جائے رہائش بنایا ہے۔ اپنی مذہبی ضروریات کا احساس ہونا چاہیئے۔ اور جاننا چاہیئے۔ کہ ان کا مذہب ان کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔ کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔ اپنی ایک ایسی عبادتگاہ بنائیں۔ جہاں وہ تمام جمع ہو سکیں۔ اس لئے میرا آج یہاں آنا اور افتتاحی رسم مسجد لنڈن میں معاون ہونا۔ میرے لئے موجب خوشی ہے۔ اور میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امام مسجد اور دوسرے مسلمان بھائیوں کا جو یہاں جمع ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے اس شرکت کا موقع دیا۔

اخبارات میں ہندو مسلمانوں کے اختلافات کے متعلق بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ جو یا تو اس وجہ سے ہے کہ وہ جان بوجھ کر شرارت کرنا چاہتے ہیں یا اس وجہ سے کہ برٹش دماغ کو پریشان کرنا ان کا مقصود ہے۔ لیکن ان لوگوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جب بھی اختلاف ہوتا ہے۔ تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ کسی دنیاوی فائدہ اور رشتے کے لئے ٭

باوجود ان سب باتوں کے پھر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا اعلیٰ طبقہ اپنے اپنے فرائض کو خوب پہچانتا ہے۔ اور جاننا چاہیئے۔ کہ جو واقعات اس وقت ہندوستان میں ہو رہے ہیں۔ وہ عارضی ہیں۔ کیونکہ سچے ہندوؤں اور سچے مسلمانوں کے دل صاف ہیں (نعرہ ہائے مسرت و تالیاں) جیسا کہ میرے دوست خان بہادر آف پنجاب نے فرمایا کہ باوجود دوسرے اسلامی فرقہ کے ساتھ تعلق رکھنے کے یہاں آنا اور اس مسجد کی رسم افتتاح ادا کرنا جو کہ اس ملک میں احمدیہ سلسلہ کی انتہائی کامیابی کو ظاہر کر رہی ہے۔ اپنا فرض خیال کیا ویسے ہی اسی جوش اور اسی روح کے ساتھ میں بھی بحیثیت ایک غیر مسلم ہونے کے کھڑا ہوا ہوں۔ کہ میں احمدیوں کو اس بہت بڑے کام کے لنڈن میں سرانجام دینے پر مبارکباد عرض کروں اور اس وسعت قلب پر جو خان بہادر نے اس موقع پر مسجد کے افتتاح کرنے میں دکھائی۔ لب تشکر وا کروں۔ (نعرہ ہائے مسرت و تالیاں) ٭

خطبۂ نکاح

نکاح اور انسانی اعمال کے چار شعبے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

(بتاریخ ۱۵ اکتوبر بروز جمعہ بعد از نماز عصر بمقام قادیان مسجد مبارک)

نکاح ان ضروریات زندگی میں سے ہے جو انسانی دائرہ عمل کے تین شعبوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ بعض کام دنیا میں صرف ایک ہی شعبہ عمل سے تعلق رکھتے ہیں بعض دو سے اور بعض تین سے اور نکاح اپنی اہمیت کے لحاظ سے ان سب سے جو تعداد میں تین ہیں تعلق رکھتا ہے یعنی مذہبی۔ اخلاقی اور تمدنی ان تینوں شعبوں کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ بلکہ اگر تمدنی شعبہ کو ذرا خصوصیت دے دی جائے اور ایک خاص مفہوم اس سے لے لیا جائے۔ تو یہ شعبے چار ہو جاتے ہیں۔ اور یہ چوتھا شعبہ طبعی شعبہ ہے۔ پس نکاح کا ان چاروں شعبوں کے ساتھ تعلق ہے۔ مذہب کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے۔ کہ نکاح کے ذریعے انسان اپنی دینی حالت کو سنوارتا ہے اخلاق کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے کہ نکاح کے ذریعے انسان اپنے اخلاق کی حفاظت کرتا ہے۔ تمدن کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے کیونکہ اسکے ذریعہ آپس میں تعلقات بڑھتے ہیں طبعی تقاضوں کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے کہ اس کے ذریعے ایک شخص طبعی تقاضوں کے پورا کرنے کے سامان حاصل کرتا ہے۔ پس نکاح کا تعلق جب انسانی دائرہ عمل کے ان چار ضروری شعبوں کے ساتھ ہے۔ تو ماننا پڑتا ہے کہ یہ کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ اہم ہے ؛

تصویر نکاح کا دوسرا رخ

تو جب یہ ظاہر ہے۔ کہ اس کا تعلق ان سب سے ہے۔ تو یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کا اثر بھی انسانی اعمال پر پڑتا ہے۔ اور اثر یا اچھا ہو سکتا ہے یا بُرا۔ اگر یہ ظاہر ہے کہ اس کا اچھا اثر ان پر پڑتا ہے تو یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کی خرابیوں کا اثر بھی ان چاروں شعبوں پر پڑ سکتا ہے۔ پس جس طرح نکاح کا اچھا اثر انسان کے مذہب پر پڑتا ہے انسان کے اخلاق پر پڑتا ہے انسان کے تمدن پر پڑتا ہے۔ انسان کے طبعی تقاضوں پر پڑتا ہے اسی طرح اس کا مضر اثر بھی ان چاروں پر پڑتا ہے۔ پس اگر نکاح سے ایک شخص کا مذہب ٹھیک ہو جاتا ہے اگر نکاح سے ایک شخص کے اخلاق درست ہو جاتے ہیں۔ اگر نکاح سے ایک شخص کے تمدن میں خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ تو نکاح سے ہی یہ بگڑ بھی سکتے ہیں۔ بسا اوقات ہوتا ہے۔ کہ ایک انسان شادی کرتا ہے۔ مگر اس کے مذہب پر حملہ ہو جاتا ہے بسا اوقات ایک شخص نکاح کرتا ہے کہ اخلاق میں ترقی ہو مگر وہ اور بھی بگڑ جاتے ہیں۔ بسا اوقات نکاح سے یہ غرض ہوتی ہے کہ تمدن بڑھے مگر الٹا اسے صدمہ پہنچ جاتا ہے۔ اور یہی حال طبعی تقاضوں کا ہے۔ انسان نکاح کرتا ہے مگر بسا اوقات اس کے طبعی تقاضوں کو ٹھوکر لگ جاتی ہے دنیا میں ان سب باتوں کی مثالیں موجود ہیں اور ہم روز انکو دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ تو انسان شادی کرنے سے مذہب۔ اخلاق۔ تمدن اور طبعی تقاضوں میں فائدہ اٹھاتا ہے اور بعض دفعہ ان چاروں کو ضائع کر لیتا ہے اور بعض دفعہ ان میں سے ایک ایک چیز ضائع ہو جاتی ہے بعض دفعہ مذہب کو فائدہ پہنچتا ہے تو اخلاق بگڑ جاتے ہیں بعض دفعہ اخلاق اور مذہب کو اگر فائدہ پہنچتا ہے تو تمدنی حالت ضائع ہو جاتی ہے اسی طرح بعض دفعہ طبعی تقاضوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے ؛

رسول کریم صلعم کے نکاح

یہی حالت نکاح کے فوائد کی ہے بعض دفعہ کسی شعبہ کو فائدہ پہنچتا ہے اور بعض دفعہ کسی کو۔ اور بعض دفعہ چاروں شعبوں کو ہی فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ اس کی بہترین مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے نکاح ہیں۔ آپؐ نے کئی نکاح کئے۔ اور آپؐ کو نکاح کے سارے فوائد دیئے گئے۔ تمدنی فوائد بھی آپؐ کو ملے۔ مذہبا بھی آپؐ کو بہتر دیا گیا اخلاق بھی آپؐ کے دنیا کے لئے نمونہ تھے۔ رشتہ کر کے آپؐ فائدہ ہی اٹھاتے تھے۔ جسمانی قوت بھی آپؐ کی ایسی تھی کہ عورتیں آپؐ سے شادی کر کے کسی قسم کی بیماری کو پیدا نہیں کرتی تھیں۔ غرض آپؐ نکاح سے ہر قسم کا فائدہ حاصل کرتے تھے اور آپؐ کے نکاح بہترین نمونہ ہیں۔ جن سے انسان پتہ لگا سکتا ہے کہ نکاح کے فوائد کیا ہیں اور انسانی اعمال کے ان چاروں شعبوں پر اس کا کیا اثر ہے ؛

تمدنی فوائد

بعض دفعہ تو واقفیت ہوتی ہے مگر تعلقات محبت نہیں ہوتے لیکن بعض دفعہ تو واقفیت ہی نہیں ہوتی انکو آپس میں رنج سے رنج اور خوشی سے خوشی نہیں ہوتی لیکن اس قسم کے لوگوں میں اگر شادی ہو جائے تو شادی کے بعد وہ یک جان ہو جاتے ہیں۔ ان میں تعلقات قائم ہو جاتے ہیں اور تمدن بڑھتا ہے۔ تعلق لڑکے اور لڑکی میں ہوتا ہے لیکن محبت سینکڑوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر بعض دفعہ آپس کی ناراضگیاں اور رنجشیں بھی دُور ہو جاتی ہیں اور دلوں سے میل دھوئی جاتی ہے اور وہ جو یا تو پہلے ایک دوسرے سے واقف نہ تھے یا اگر واقف تھے تو ایک دوسرے کے ساتھ تعلق نہ رکھتے تھے یا اگر تعلق رکھتے تھے تو آپس میں رنجشیں پیدا ہو چکی تھیں وہ لڑکے اور لڑکی کے نکاح کے بعد آپس میں مل بیٹھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں ؛

طبعی اور مذہبی فوائد

یہی حال طبعی فوائد کا ہے۔ شادی نہ کرنے سے بعض بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں لیکن اگر شادی کر لی جائے تو وہ ہوتیں نہیں۔ اور جو ہو چکی ہیں وہ بھی دور ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ انسان طبعی تقاضوں کے سبب بھی گناہ کرتا ہے۔ اور اگر شادی کر لی جائے۔ تو وہ اس قسم کے گناہوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور اس طرح اُسے مذہب کے لحاظ سے بھی فائدہ پہنچ جاتا ہے اور طبعی تقاضوں کے لحاظ سے بھی ؛

مذہبی نقصان

جہاں نکاح کے مذہبی فوائد ہیں وہاں ہی اس کے مذہبی نقصان بھی ہیں۔ بعض دفعہ مرد کو عورت کے مذہب سے ٹھوکر لگ جاتی ہے اور بعض دفعہ عورت کو مرد کے مذہب سے نقصان پہنچ جاتا ہے اور عورت کو مرد کے مذہب سے جو نقصان پہنچتا ہے۔ اس کی مثال نبیوں کے دشمنوں کی بیویاں ہیں۔ جو خود اپنی ذات سے تو تحقیق کرتی نہیں۔ اور اپنے خاوندوں کے مذہبوں پر ہی چلتی ہیں۔ اب وہ عورت جس کی شادی کسی نبی کے دشمن کے ساتھ ہو گئی ہو وہ بھی مذہب اپنا بھی بنائے گی جو اس کے خاوند کا ہے۔ تو اس صورت میں اس پر غور کرو۔ کہ کس طرح مذہب کے لحاظ سے اس عورت کو نقصان پہنچا ؛

اخلاقی نفع و نقصان

اخلاقی طور پر بھی یہی حال ہے کہ بعض عورتیں ایسے خاوندوں سے بیاہی جاتی ہیں۔ جو اچھے بھلے نیک ہوتے ہیں مگر شادی کے بعد ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور کئی قسم کی بد اخلاقیوں میں پھنس جاتے ہیں۔ اور اخلاق ضائع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح عورت کو بھی یہی نقصان مرد سے پہنچ جاتا ہے

طبعی نقصان

طبعی طور پر بھی دیکھا ہے۔ کہ بسا اوقات اپنی تمام قابلیتوں کو نکاح کر کے ایک شخص کھو بیٹھتا ہے۔ پہلے وہ اچھا بھلا ہوتا ہے۔ مگر نکاح کے بعد نفرت پیدا ہو جانے کے سبب سب قابلیتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ جن کا اثر بہت ہی بُرا اس پر پڑتا ہے۔ اسی طرح فائدوں کے ساتھ ساتھ ان نقصانات کا سلسلہ بھی چلا جاتا ہے ؛

نکاح کیلئے استخارہ کا حکم

تو نکاح ایک ایسا اہم معاملہ ہے کہ اس کا اثر دین پر بھی پڑتا ہے۔ مذہب پر بھی پڑتا ہے اخلاق پر بھی پڑتا ہے۔ تمدن پر بھی پڑتا ہے اور طبعی تقاضوں پر بھی پڑتا ہے۔ اس لئے اس کی بڑی احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی لئے حکم دیا گیا ہے۔ کہ نکاح سے پہلے نکاح کے لئے استخارہ کرو۔ دعا کرو اور بہت گڑگڑا کے کرو۔ کیونکہ انسان کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا کیا اثر پڑے گا۔ اور اگر اس میں غلطی ہو جائے تو ایک شخص کہیں سے کہیں جا نکلتا ہے۔ پس اس کے لئے بڑی دعائیں کرنے کا حکم ہے۔ بیسیوں آدمی ایسی غلطیوں سے مرتد ہو گئے۔ بیسیوں ایسے ہیں کہ بعض جگہ ان کی شادیاں ہو گئیں مگر وہ ان شادیوں کی وجہ سے مارے گئے۔ پھر تمدن کو نقصان پہنچتا ہے۔ تمدن کو جب نقصان پہنچا تو

لڑائیاں شروع ہوئیں اور لڑائیوں کے نقصان بعض دفعہ بڑے خطرناک اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ادھر تمدن بگڑا ادھر اخلاق بگڑتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی کی بیوی جھگڑالو اور لڑاکی ہے یا اسمیں کوئی اند خرابی اور نقص ہے تو خاندان کے لوگ یا محلے والے اس کی شکایت کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے تمہاری بیوی نے یہ کیا کوئی کہتا ہے تمہاری بیوی نے یہ نقصان کر دیا اور وہ اپنی کمزوری کے چھپانے کے لئے لوگوں سے لڑتا ہے۔ ایسے بھی ہیں جن کے طبعی تقاضے ضائع ہو جاتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جن کے دین کو صدمہ پہنچ جاتا ہے۔ ایسے بھی ہیں کہ جن کے مذہب کو نقصان پہنچتا ہے تو نکاح میں احتیاط کرنی چاہیئے یہی وجہ ہے کہ تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے اور دعاؤں اور استخاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ شادی سے پہلے کئی قسم کے فوائد مدنظر ہوتے ہیں۔ گر وہ بعد میں حاصل نہیں ہو سکتے۔ پھر جب شادی ہو جاتی ہے تو محبت کے تقاضے دیانت۔ امانت۔ مذہب۔ تمدن اور اخلاق پر حملہ کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ایک نقصان دہ چیز ہے۔ پس اس نقصان سے بھی بچنے کی کوشش کرنے کا حکم ہے*

اعلان نکاح اس وقت میں دو نکاحوں کے اعلان کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ (۱) پہلا اعلان تو میری سالی کی لڑکی صابرہ کے نکاح کا ہے جو مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری کی نواسی اور مولوی ظہیر الدین صاحب مرحوم کی لڑکی ہے۔ اس کا نکاح بعوض مبلغ تین ہزار روپیہ مہر سید زارت حسین صاحب سے قرار پایا ہے (۲) دوسرا اعلان مسعودہ بیگم مولوی محمد علی صاحب بدوملہی کی لڑکی کے نکاح کا ہے جو مولوی عمر الدین صاحب سانبڑی کے (والد خانصاحب منشی فرزند علی صاحب) کے لڑکے میاں عبدالعزیز صاحب سے بعوض مبلغ بارہ صد روپیہ مہر قرار پایا ہے*

احمدیہ مسجد لنڈن کی شہرت

میسرز ڈبلیو ایف انس اینڈ کو لمیٹڈ لنڈن لاہور کی ایک تجارتی کمپنی کے مینیجر کو اپنے ایک خط مورخہ ۷ر اکتوبر ۱۹۲۶ء میں افتتاح مسجد لنڈن کے متعلق لکھتے ہیں:۔ "لنڈن کی وہ احمدیہ مسجد جس کا ذکر آج سے دو سال پہلے پبلک میں آیا تھا امید ہے کہ آپ نے سن لیا ہوگا کہ ہفتہ گذشتہ میں اس کا افتتاح ہو گیا ہے۔ رسم افتتاح کی تقریب کے متعلق گمان تھا۔ کہ امیر فیصل ادا کریں گے۔ لیکن عین وقت پر آکر انہیں اپنے باپ کی طرف سے اس افتتاح کرنے سے روک دیا گیا۔ جس کی وجہ صرف یہ ہوئی۔ کہ اس مسجد کے متعلق بعض غلط فہمیوں کی بناء پر یہ سمجھ لیا گیا۔ کہ یہ تمام مذاہب کے لئے کھلی ہو گی"۔ ایسے خطوط سے واضح ہوتا ہے کہ خدا کے فضل سے مسجد کی شہرت اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ کاروباری آدمی بھی ایک دوسرے سے اس کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس کے متعلق اپنی دلچسپی جتانا ضروری سمجھتے ہیں*

احمدیہ مسجد لنڈن اور اخبارات انگلستان

(نمبر ۲)

مارننگ پوسٹ

لنڈن کے لئے نئی مسجد

ابن سعود کا بیٹا افتتاح کرے گا

مسیحیوں کے لئے رواداری

مارننگ پوسٹ ۲۲ر ستمبر کو اسپرد قلم کرتا ہے۔ اسلامی دنیا میں بہت بڑی اہمیت رکھنے والا ایک واقعہ اس وقت وقوع میں آئے گا۔ جب کہ شروع اکتوبر میں ابن سعود سلطان نجد و حجاز کے دوسرے بیٹے امیر فیصل وائسرائے مکہ کے ہاتھ سے سوتھ فیلڈ کی نئی مسجد کا افتتاح ہو گا۔

یہ پہلی مسجد ہے جس کو مسلمانوں نے اس ملک میں تعمیر کیا ہے۔ ووکنگ میں جو دوسری مسجد ہے اس کو دراصل ایک انگریز نے تعمیر کیا تھا۔ علاوہ ازیں جو نئی مسجد سوتھ فیلڈ میں بنی ہے وہ ووکنگ کی مسجد سے اپنی وسعت میں بدرجہا زیادہ ہے کیونکہ اس میں ۱۵۰ آدمیوں کی گنجائش ہے۔ اس مسجد کے بانی اور اس کو تعمیر کرنے والے احمدیہ جماعت کے لوگ ہیں۔

مسٹر اے۔ آر۔ درد امام مسجد نے گذشتہ رات مارننگ پوسٹ کے نمائندہ کو بتایا۔ کہ اسلام مذہبی تنگ ظرفی کی تعلیم نہیں دیتا۔ اور یہ مسجد مسیحیوں۔ یہودیوں اور مسلمانوں کیلئے کھلی ہو گی۔ اسلام کی پہلی مسجد جو مدینہ میں تعمیر کی گئی۔ اس میں بانئے اسلام (علیہ الف الف سلام) نے مسیحیوں کو عبادت کرنے کی اجازت دی۔ اور احمدیہ سلسلہ مذہبی آزادی اور رواداری کا حامی ہے اور ظلم اور مذہبی جنگوں کا مخالف*

لنڈن کی اس مسجد کا سنگ بنیاد ۱۹۲۴ء میں رکھا گیا۔ اور مسٹر درد نے سلطانِ حجاز کو دعوت دی۔ کہ وہ اپنا ایک نمائندہ بھیجے اور اس کو سلطان حجاز کی طرف سے یہ جواب حاصل کر کے خوشی ہوئی کہ وہ اپنے بیٹے کو اس غرض کیلئے بھیجے گا۔ چنانچہ اس کا بیٹا اب انگلستان کی طرف آ رہا ہے۔ اور امید ہے کہ چند دنوں میں وہ لنڈن پہونچ جائے گا۔ مسٹر درد امید کرتے ہیں کہ تین اکتوبر کو مسجد کا افتتاح ہو گا۔ مسٹر درد امیر فیصل کو خیر مقدم کہنے کے لئے پہلے منتھ جائیں گے۔ یہ بھی اغلب ہے کہ افتتاح سے پہلے استقبالیہ دعوت بھی ہو جائے*

مسجد کے منارے یہ مسجد ایک بہت بڑی عمارت ہے۔ جس میں ایک گنبد ہے اور اذان دینے کے لئے منارے۔ اس مسجد میں اور مشرق کی دوسری مسجدوں میں ایک یہ فرق ہے کہ اس ملک کی آب و ہوا کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں کھڑکیاں بھی رکھی گئی ہیں۔ دروازے کے دونو طرف کمرے ہیں۔ جہاں عبادت کرنے والے اپنی جوتیاں اتار سکتے ہیں اور اس مسجد میں حسب دستور ایک محراب بھی ہے جو امام کے کھڑا ہونے کے لئے بنایا گیا ہے*

وضو کرنے کے لئے مسجد کے سامنے ایک حوض ہے۔ اور دروازے کے اوپر کلمہ (طیبہ) لکھا ہوا ہے۔ جس کو کسی انگریز صناع نے عربی حروف میں نقش کیا ہے۔ مسٹر درد نے بیان کیا۔ کہ یہ نقش کلمہ (طیبہ) کے بڑھائے ہوئے فوٹو سے اتارا گیا ہے۔ اور اس نے اس صناع کی تعریف کی اور کہا۔ کہ اس کا کام مشرقی صناعوں کے کام سے اگر بہتر نہیں تو کم از کم برابر ضرور ہے*

سلسلہ احمدیہ کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں حضرت مرزا غلام احمدؐ نے ڈالی۔ اس سلسلے کا مرکزی عقیدہ یہ ہے۔ کہ تمام مذاہب کے بانی خدا کے نبی تھے اور سب کا مرکزی نقطہ توحید کا عقیدہ ہے لیکن دوسرے مسلمانوں کے خلاف اس سلسلے کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن شریف کے نزول کے بعد سلسلۂ الہام بند نہیں ہوا*

ڈیلی نیوز

لنڈن کا خیر مقدم

پیڈنگٹن ریلوے اسٹیشن پر منظر بوقلموں

ڈیلی نیوز ۲۴ر ستمبر ۱۹۲۶ء رقمطراز ہے۔ داستان الف لیلہ کے سے خوش رنگ مناظر نے کل پیڈنگٹن کے نمبر ۸ پلیٹ فارم درود کو جگمگا دیا۔ جہاں مسلمانانِ انگلستان نے امیر فیصل ابن سلطان ابن سعود ملک حجاز۔ گورنر مکہ مقدسہ کا پرجوش استقبال کیا۔ آپ لنڈن کی پہلی مسجد کے افتتاح کی غرض سے تشریف فرما ہوئے ہیں*

جونہی کہ امیر گاڑی کے کمرۂ خاص کے دروازہ سے نمودار ہوئے لڑکوں اور آدمیوں کے انبوہ کثیر نے جو مختلف الالوان عماموں میں ملبوس تھے۔ نعرۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بلند کیا۔ امیر لمحہ بھر تو دروازہ میں اس طرح کھڑے رہے جس طرح کہ تصویر چوکھٹ میں آویزاں ہوتی ہے۔ آپ ایک غیر معمولی طور پر خوبصورت عربی شاہزادہ ہیں۔ آپ کے چہرہ پر

سنجیدہ مسکراہٹ تھی۔ آپ کو اس طرح دیکھ کر یہ گمان گذرتا تھا کہ آپ واقعی خلیفہ ہارون رشید کے مثیل ہیں۔ جیسے کہ وہ حکایات الف لیلہ میں دکھایا گیا ہے۔ آپ کا لباس فاخرہ نہایت ہی مزین اور سونے و نیلم سے مرصع تھا۔ آپ کا سفید عمامہ سنہری اور سیاہ بندھنوں سے مقید تھا۔ آپ کی خوبصورتی نے متعدد مغربی عورتوں سے بھی جو کہ مسلمانوں کے ہجوم میں ملی جلی کھڑی تھیں۔ خراج تحسین وصول کیا ؛

جونہی کہ امیر گاڑی سے اتر کر پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے تو نائب امام مسجد واقعہ سوتھ فیلڈز و دیگر ممبران جماعت احمدیہ سُرعت کے ساتھ آگے بڑھے۔ اور انہوں نے گل لالہ کا ایک بڑا ہار ان کو پہنا دیا پھر آپ کے رفقا و مصاحبین کو گل گلاب۔ گل نرگس۔ گل سوسن۔ گل یاسمن کے ہار پہنائے۔ اس کے بعد سب سے چھوٹے برطانوی چار سالہ مسلمان بچے رشید شیلڈ ریک نے اپنے قد و قامت کے برابر ایک گلدستہ امیر کی خدمت میں پیش کیا۔ پھر اس شاہی جماعت پر پھول برسائے گئے۔ چند لمحوں تک فضا گلابی۔ سنہری اور سفید پتیوں سے مملو رہی اور برفباری کی طرح گل ریزی ہوتی رہی۔ مسٹر میڈٹ جو برطانیہ فارن آفس کے نمائندہ کی حیثیت سے امیر کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اس مجمع میں کچھ عجیب سے معلوم ہوتے تھے۔ ان کی ٹاپ ہیٹ اور ان کا مارننگ سوٹ تو بالکل ہی پھولوں کی پتیوں سے ڈھنپ گئے۔

اس تمام وقت میں دو سو مسلمانوں کا اژدحام نعرہ ہائے اللہ اکبر و اہلاً و سہلاً لگاتا رہا۔ اور سبز ریشم کے جھنڈے سے جن پر قرآنی عبارتیں سنہری حروف میں منقوش تھیں۔ ہوا میں لہراتے رہے ؛

امیر کے تقریباً تمام کے تمام مصاحبین نوجوان اور حسین ہیں۔ اور لنڈن میں اس قسم کے مکلّل و جبہ پوش جلوس کا زرق برق نظارہ شاذ ہی دیکھنے میں آیا ہے۔ امیر الحمد للہ و لا الہ الا اللہ کے بلند نعرے سنتے ہوئے موٹر میں سوار ہو گیا ؛

امیر فیصل کے ایک دوست نے اخبار ڈیلی نیوز کے نمائندہ سے بیان کیا۔ کہ آپ ایک دفعہ پہلے بھی انگلستان تشریف لائے تھے۔ لیکن آپ انگریزی زبان نہیں بول سکتے۔ ہاں فرانسیسی کچھ کچھ بول لیتے ہیں۔ آپ کے انگلستان آنے کا خاص مقصد صرف سوتھ فیلڈز کی نئی مسلم مسجد کا افتتاح کرنا ہے۔ جو فرقہ احمدیہ نے بنائی ہے۔ یہ فرقہ مذہبی شعائر و امور کا سخت پابند ہے۔ یہ نہ تو سگرٹ و حقہ پیتے ہیں۔ اور نہ شراب۔ اور یہ تمام مذاہب کے لوگوں کو بے تعصبی اور فراخدلی کی تلقین کرتے ہیں ؛

یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ کہ شاہزادہ جو مکہ معظمہ کے وائسرائے ہیں۔ انگلستان بغرض ادائگی رسم افتتاح مسجد تشریف لائے ہیں۔ تاریخ ادائگی رسم فی الحال ۳ اکتوبر بروز یک شنبہ مقرر کی گئی ہے ؛

الفضل:۔ فی الواقعہ یہ بہت بڑا اعزاز تھا جو امیر فیصل کو اپنی زندگی میں حاصل ہو سکتا تھا لیکن جب خدا تعالیٰ کی مشیت میں ایسا نہ تھا تو وہ کیونکر حاصل کر سکتا۔ آخر نوشتہ تقدیر پورا ہوا۔ اور امیر فیصل اس سے محروم رہ گیا۔

"ایوننگ سٹینڈرڈ"

لنڈن میں نئی مسجد

وہ مسلمان جو جہاد کے مخالف ہیں

ایک شہزادہ مسجد کا افتتاح کریگا

ایوننگ سٹینڈرڈ ۲۳ ستمبر رقمطراز ہے:۔

بتاریخ ۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز اتوار سوتھ فیلڈز کی نئی مسجد کا افتتاح امیر فیصل وائسرائے مکہ کرینگے۔ جو سلطان ابن سعود شاہ حجاز کے فرزند دوم ہیں۔ امام مسجد لنڈن مولوی عبدالرحیم صاحب درد امیر فیصل کے استقبال کی خاطر لنڈن سے پیرس پہنچ گئے ہیں۔ جو خصوصیت سے اس مسجد کی افتتاح کی غرض سے انگلستان تشریف لا رہے ہیں۔

پیشتر ازیں بھی ۱۹۲۱ء میں آپ اس ملک میں تشریف لائے تھے۔ اس وقت آپ اپنے والد بزرگوار کی طرف سے معاہدہ صلح کے بعد بحیثیت سفیر شہنشاہ اعظم کی خدمت میں بھیجے گئے تھے۔

یہ مسجد وسیع سفید رنگ کی ایک عمارت ہے۔ جس کے سامنے کا رخ سیمنٹ سے بنایا گیا ہے۔ اس میں ایک عظیم گنبد ہے اور نمازیوں کے بلانے کے لئے اذان کے واسطے حسب معمول مینارے بھی ہیں۔ یہ مسجد ممالک مشرقیہ کی مساجد سے اس امر میں ممتاز ہے کہ اس کے اندر کلیسائی طرز کی بہت سی کھڑکیاں ہیں۔ جو تنگ ہیں۔ مگر طویل ہیں۔ اس عمارت میں رنگین شیشے استعمال نہیں کئے گئے۔

دروازہ کے اوپر خاص قسم کے سیمنٹ سے تیار کی ہوئی تختی ہے۔ جس پر دین اسلام کا اصل اصول (یعنے کلمہ طیبہ) درج ہے۔ جسے ایک انگریز کاریگر نے اصل نوشتہ سے بڑھائی ہوئی فوٹو سے نقل کیا ہے۔ دروازہ کے سامنے وضو کرنے کے لئے ایک فوارہ ہے۔ یہ بھی اسی خاص سیمنٹ سے بنا ہے ؛

دروازہ کے دونوں پہلوؤں میں ایک ایک کمرہ ہے جو اسلامی رسوم کے مطابق نمازیوں کے مسجد میں داخل ہونے سے پیشتر پاپوش اُتار کر رکھنے کے واسطے ہیں۔

ایوننگ سٹینڈرڈ کے نمایندے کو بتلایا گیا کہ سلطان امیر فیصل صاحب کی آمد کی خاطر قریباً ہر ایک چیز طیار ہوچکی ہے اور قالین جو پیغمبر صاحبؐ کے جائے نماز کا قائم مقام ہے۔ مسجد میں بچھا دیا گیا ہے ایک اور مسجد ہے۔ جو اس مسجد سے چھوٹی ہے۔ اور وہ ووکنگ میں ہے۔ لیکن اس کا اس لنڈن کی مسجد سے کوئی تعلق نہیں ہے جو سوتھ فیلڈز میں تعمیر ہوئی ہے۔ اس مسجد میں ۱۷۵ نمازیوں کی گنجائش ہوگی۔ اس مسجد کی تعمیر سلسلہ احمدیہ کی طرف سے ہوئی ہے جس کی بنیاد (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب نے ۱۸۸۹ء میں رکھی تھی۔ یہ لوگ جہاد کے مخالف اور مذہبی آزادی کے دلدادہ اور حامی ہیں۔ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ تمام مذاہب کی بنیاد انبیاء (علیہ السلام) کے ہاتھوں ڈالی گئی تھی۔ اور کہ توحید باری تعالیٰ تمام انبیاء (علیہم السلام) کا متفق علیہ مسئلہ تھا ؛

روپیہ کی شرح تبادلہ

اخبار الفضل میں ایک مضمون نگار نے ۱۸ پنس کا روپیہ گورنمنٹ نے جو مقرر کیا ہے۔ اسے سراہا ہے۔ حالانکہ تجارتی کاروبار میں اگر ہندوستان کو ایک وجود تسلیم کیا جائے۔ اور ہندوستان سے باہر غیر ممالک کو بھی ایک وجود تسلیم کیا جائے۔ تو یہ اٹھارہ پنس قیمت روپے کی مقرر کرنی ہندوستان کے لئے غیر مفید ہے مثال اس کی یہ ہے کہ قادیان کو ایک وجود اور بمبئی کو ایک وجود مان لیا جائے۔ درانحالیکہ بمبئی میں پونڈ کا سکہ ہو۔ اور قادیان میں روپیہ کا۔ اور اس وقت قادیان سے بمبئی کی برآمد ایک ہزار روپیہ کی ہو۔ اور بمبئی سے قادیان میں درآمد چالیس پونڈ کی ہو۔ تو ضرور ہے۔ کہ قادیان کو بقیہ چار سو جو نقدی کی صورت میں دینا ہے۔ وہ اٹھارہ پنس کے حساب سے قریباً ساڑھے تین سو ملے گا۔ اور پچاس روپیہ قادیان کو نقصان ہوگا۔ اسی طرح ہندوستان سے برآمد ما سنہ ایک کروڑ پونڈ کی ہوتی ہے۔ اور درآمد ساٹھ لاکھ پونڈ کی۔ چالیس لاکھ پونڈ جو بصورت سکہ ہندوستان کو ملنی ہے (یعنی چھ کروڑ روپیہ) وہ صرف پانچ کروڑ روپیہ ہی اٹھارہ پنس کے حساب سے ملے گا۔ گویا ایک کروڑ روپیہ ہندوستان کو نقصان پہنچے گا۔ پھر اس میں ایک اور گھاٹا ہوتا ہے۔ یعنے پانچ کروڑ جو ملتا ہے۔ اس میں سال صرف تین کروڑ کا آتا ہے۔ روپیہ چاندی کا ہے۔ چاندی کا بھاؤ ۲۸ پنس فی اونس یعنی اڑھائی تولہ خالص چاندی روپے میں قریباً نو آنہ وزن۔ باقی تانبہ۔ پیتل۔ سیسہ وغیرہ گویا ساڑھے چار روپے میں ایک اونس چاندی ہندوستان کو ملیگی۔ جو پونے دو روپے کا مال پونڈ کے مقابل ہے۔ سب سے بہتر طریقہ سکہ کا یہ ہے کہ پونڈ سونے کا اصلی سکہ قرار دیا جائے۔ تاکہ ہندوستان کو مال کے تبادلہ کے بعد جو نقدی ملے۔ وہ سونے میں ملے۔ اور مفلس ہندوستان افلاس سے بچے۔ مگر یہ کس طرح سوجھ پڑے۔ کیونکہ نوشتے پورے ہونے ہیں اور ہو کر رہینگے ؎

سکۂ نو زنند بر رخ زر ؛ درہم اش کم عیارے بینیم
الف و حے میم و دال میخوانم ؛ نام آں نامدارے بینیم

اکنی۔ دونی۔ چونی۔ اٹھنی۔ سب چاندی کی کہاں نظر آتی ہیں اور ان سکوں میں جو سیسہ کے چلن میں۔ قیمت ہی کیا ہے۔ جب ساری دنیا خدا کے جھنڈے تلے آئے گی۔ اس وقت امن و امان کی صورت دُنیا دیکھیگی۔

خاکسار اسمٰعیل آدم از بمبئی

ایک مُبارک خواب

ہمارے ایک معزز اور تعلیم یافتہ بھائی نے حال میں ایک عجیب خواب دیکھا۔ جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ حضور نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا "یہ خواب نہایت مبارک اور باموقع ہے۔ حدیث میں آتا ہے المومن یری او یُری لہ۔ کبھی مومن خواب دیکھتا ہے کبھی اس کے لئے خواب دوسرے کو دکھائی جاتی ہے"۔

یہ مُبارک خواب درج ذیل کیا جاتا ہے :-

"میں نے دیکھا کہ میں ڈلہوزی میں گیا ہوں۔ اور جب ڈاکخانہ کے قریب پہنچا ہوں۔ تو سامنے پوسٹماسٹر میدان میں پھر رہا ہے میرے دریافت کرنے پر اُس نے جواب دیا کہ حضرت واپس تشریف لے گئے ہیں۔ اور میں انہیں ابھی چھوڑ کر واپس آرہا ہوں میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ میں اب کہاں جاؤں کہ اتنے میں یوں معلوم ہوتا ہے۔ حضور تشریف لے آئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں سے وعدہ کیا تھا۔ کہ ان کی دعوت کرینگے اسے پورا کرنے کے لئے واپس آگیا ہوں۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے یعنی دعوت کے انتظام میں مجھ بھی حصہ لینا چاہیے لیکن مجھے چونکہ علم نہیں کہ کیسی تقریب ہے۔ اس لئے میں ایک مدعو شدہ مہمان سے کہتا ہوں کہ آپ ذرا دعوتی کارڈ مجھے دکھائیں۔ اور یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ شاید اس کا مضمون پڑھنے سے مجھے پتہ لگ سکے کہ کیسی تقریب ہے۔ جس شخص سے میں کارڈ مانگتا ہوں۔ وہ ایک سندھی سیٹھ ہے۔ جس نے سیاہ چھوٹی سی ٹوپی پہنی ہوئی ہے۔ مدعو شدہ لوگ وہیں موتی ٹبہ کے نچلے حصہ پر ڈاکخانہ کے سامنے جمع ہیں۔ ابھی میں اس کارڈ کو دیکھ ہی رہا ہوں۔ کہ اتنے میں ایک انگریز میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ لو میرا کارڈ پڑھو۔ میں اپنے دل میں سمجھتا ہوں۔ یہ شخص کرنل مینسٹ جان پنجاب کی ریاستوں کا ایجنٹ ہے (میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا) اور ان کا دعوتی کارڈ ایک باقاعدہ طبع شدہ چھپی چٹھی ہے۔ ابھی میں اسے دیکھنے ہی لگا تھا۔ کہ میری نظر اسی میدان کے دوسرے سرے پر جو گرجے کے دائیں طرف ہے پڑی۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ حضور مع چھ سات دوستوں کے بعض خشک شاخیں اُٹھائے ہیں۔ اور ایک لائن میں التحیات میں بیٹھتے جاتے ہیں۔ میں بھی دوڑا دوڑا جاتا ہوں۔ اور ایک خشک پودے کو (جو کہ شاید گیندے کا ہے) دائیں ہاتھ میں اُٹھا کر لائن میں بیٹھ جاتا ہوں۔ میں حضور کی دائیں طرف آخری شخص ہوں۔ اس کے بعد حضور فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر اور اس کی قدرتوں پر ایمان رکھکر یہ دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ ان خشک ٹہنیوں کو ہرا بھرا کر دے۔ تاکہ ان لوگوں کے لئے (جو سامنے ہیں) قبولیت دُعا کا نشان ہو۔ اس کے بعد دعا کی جاتی ہے اور یکایک وہ خشک ٹہنیاں ہری بھری ہو جاتی ہیں۔ اور اس سُرعت سے ان کے پتوں اور شاخوں میں ہریاول کی رَو چلتی ہے کہ اچھی خاصی کھڑکھڑ کی آواز ان کے پتوں سے پیدا ہوتی ہے۔ حضور ان سب پودوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ تم نے کیسا پودا ہاتھ میں تھا میں عرض کرتا ہوں۔ کہ جو بھی جلدی میں میرے سامنے آیا۔ میں نے اُٹھا لیا۔ حضور اس کی دو تین نچلی شاخوں کو کاٹ دیتے ہیں۔ تاکہ وہ زیادہ خوبصورت ہو جائے۔ اور پھر اس کی ایک گانٹھ کو چاقو سے کاٹتے ہیں۔ اور اس میں سے بے شمار بیج باہر گرتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔ کہ ان کو سنبھال کر رکھنا اور ضائع نہ ہونے دینا۔ اس کے بعد آنکھ کھل جاتی ہے۔ حضور کے باقی ہمراہیوں میں سے بعض کے پودے میں دیکھتا ہوں کہ میرے پودے کی نسبت زیادہ سرسبز ہیں۔ اور میرے دل میں خیال آتا ہے کہ غالباً ان کا ایمان بھی میری نسبت زیادہ بڑھا ہوا ہے۔

حضور دُعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے۔ اور ایمان میں ترقی اور زیادہ تقویت عنایت کرے ؛

(ایڈیٹر) معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ سلسلہ احمدیہ کی صداقت میں کوئی عظیم الشان نشان حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ دکھائے گا جس سے بہت سے قلوب سکینت اور اطمینان پائینگے۔ اور سوکھی ٹہنیاں ہری ہونگی۔ مبارک ہونگے وہ لوگ جنہیں اس نشان میں حضور کے ساتھ شمولیت کی سعادت حاصل ہوگی ؛

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ راولپنڈی

تبلیغی وفد راولپنڈی میں ۱۳ر اکتوبر کی شام کو وارد ہوا۔ جلسہ کی تاریخیں ۱۵ر۱۶ر۱۷ر اکتوبر مقرر تھیں۔ ہر روز تین اجلاس رکھے گئے تھے۔ جلسہ کا انتظام اعلےٰ پیمانہ پر کیا گیا تھا کیمبل پور۔ مری۔ چنگا بنگیال اور راولپنڈی کے اردگرد کے علاقہ کے بھی بعض احمدی احباب شامل ہوئے۔ مگر جناب حافظ روشن علی صاحب کے بیمار ہو جانے اور جناب خانصاحب امیر جماعت کے کوہ مری چلے جانے کے باعث شائع شدہ پروگرام میں تبدیلی ہو گئی۔ اور ان ہر دو صاحبان کی تقریروں کا بار وفد کے دوسرے علماء کو برداشت کرنا پڑا۔ پہلے روز کے پہلے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب قاضی نذیر احمد صاحب وکیل شروع ہوئی۔ اگرچہ جناب قاضی صاحب موصوف ہمارے سلسلہ کے ساتھ ابھی تک تعلق نہیں رکھتے۔ مگر تاہم اپنی پریذیڈنشل تقریر میں حاضرین کی کمی تعداد کو دیکھتے ہوئے بایں الفاظ اپنے خیالات کا اظہار فرمایا:۔ کہ

"میں دیکھتا ہوں کہ پروگرام کے مطابق جلسہ کا وقت ہو گیا ہے مگر بہت تھوڑے ہیں جو اس وقت جلسہ میں شریک ہوئے ہیں میں نے سنا ہے۔ کہ ہمارے علماء اس بات کے لئے مسجدوں میں وعظ کر رہے ہیں اور لوگوں کو روک رہے ہیں کہ احمدیوں کے جلسہ پر مت جاؤ۔ اگر یہ ٹھیک ہے تو نہایت قابل افسوس امر ہے کہ ہمارے علماء کی توجہ اس طرف تو فوراً چلی جاتی ہے کہ احمدیوں کے جلسہ پر مت جاؤ۔ جہاں خدا اس کے رسول قرآن اور حدیث کا ذکر ہوتا ہے۔ مگر اس بات کی طرف کبھی ان کی توجہ نہیں جاتی کہ وہ بُرے کاموں سے بھی لوگوں کو روکیں یہاں چند روز سے ایک سرکس کمپنی آئی ہوئی ہے جس میں میں بھی ایک دفعہ گیا ہوں اور جہاں عورتیں ننگی ناچتی ہیں۔ اس طرف جانے کے لئے کبھی ہمارے علماء نے لوگوں کو نہیں روکا۔ بہر حال میں افسوس کرتا ہوں کہ ہمارے علماء کا یہ رویہ قابل تحسین نہیں"

تلاوت قرآن مجید اور نظم پڑھے جانے کے بعد جلسہ کی افتتاحی تقریر جناب حافظ صاحب نے فرمائی۔ بعد اس کے مولوی عبد الغفور صاحب کی تقریر "فضیلت اسلام" پر ہوئی۔ دوسرے اجلاس میں "ردّ تناسخ" پر جناب مولوی علی محمد صاحب اجمیری کی اور "ملکانہ مسلمانوں کی شدھی اور آریہ سماج" پر جناب ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کی تقریریں ہوئیں۔ تیسرے اجلاس میں جناب مولوی عبد الغفور صاحب کی تقریر "کارنامے اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" پر ہوئی۔ دوسرے روز پہلے اجلاس میں جناب مولوی علی محمد صاحب اجمیری کی تقریر وفات مسیح پر ہوئی۔ اس جلسہ کے بھی صدر جناب قاضی صاحب موصوف ہی تھے۔ قاضی صاحب نے مولوی صاحب کی تقریر پر ریویو فرماتے ہوئے بتایا۔ کہ:۔

"مسیح علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ جو ہمارے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ دراصل یہ عقیدہ عیسائیوں کی طرف سے ملا ہے۔ کیونکہ یہ عقیدہ عیسائیوں میں پایا جاتا تھا۔ اور جب عیسائی مسلمان ہوئے تو چونکہ ان کے ذہنوں میں یہ عقیدہ جما ہوا تھا۔ اس لئے بجائے اس کے کہ وہ اس عقیدہ کو اپنے اندر سے نکالتے ان کی وجہ سے آہستہ آہستہ دوسرے مسلمانوں میں سرایت کر گیا۔ اور اب اس کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ عام مسلمان اس کے قائل ہیں مگر دراصل یہ عقیدہ غلط ہے"

دوسرے اجلاس میں جناب مولوی عبد الغفور صاحب کی "اُمت محمدیہ میں غیر تشریعی نبی" پر اور تیسرے اجلاس میں جناب ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کی "ویدک دھرم اور دنیا" پر تقریریں ہوئیں۔ تیسرے روز صبح کے اجلاس میں پہلے ایک گھنٹہ مولوی عبد الغفور صاحب کی تقریر "مسلمانوں کی موجودہ حالت اور اس کا علاج" پر ہوئی۔ اس کے بعد چونکہ کانفرنس کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ اور تمام مذاہب والوں کو دعوت دی گئی تھی۔ کہ اپنے اپنے مخصوص عقائد کی رو سے "عالمگیر مذہب" پر اگر روشنی ڈالیں۔ مگر سوائے برہمو سماج والوں کے اور کسی نے ہماری دعوت کو قبول نہ کیا۔ کانفرنس کے وقت میں پہلے نصف گھنٹہ میں برہمو سماج کی طرف سے تحریری مضمون پڑھا گیا۔ اس کے بعد ہماری طرف سے "اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے" مضمون سنایا گیا اور پھر جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔ باوجود اس بات کے کہ جلسہ کے دو تین روز قبل شہر میں بڑے بڑے پوسٹر چسپاں کرائے گئے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ کثرت کے ساتھ پروگرام تقسیم کیا گیا۔ منادی کرائی گئی۔ اور دو سو معززین کو ایک علیحدہ دعوتی چٹھی روانہ کی گئی۔ مگر پھر بھی حاضرین کی تعداد ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ ہوئی۔ مگر تاہم جس قدر بھی حاضری تھی۔ وہ ایک معززین کا طبقہ تھا۔ میں ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ جنہوں نے ہمارے علماء کی تقریروں کے سننے کی کوشش کی اور میں جناب قاضی صاحب موصوف کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے ہمارے جلسہ کی صدارت فرماتے ہوئے ہمارے جلسہ کو رونق دی۔ اور قطعاً اس بات کی پرواہ نہ کی کہ ہمارے جلسہ کی صدارت قبول کرتے ہوئے ان کے علماء ان پر کیا فتویٰ صادر کریں گے۔ اس کے بعد میں اپنے علماء کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے ہمارے سامنے ایک مفید خیالات کا مجموعہ پیش کر دیا۔ میں منتظمین جلسہ کا بھی شکریہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جنہوں نے حسن انتظام سے جلسہ کو سرانجام دیا میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے اس جلسہ کو ہمارے لئے بھی اور ان احباب کے لئے بھی جو جلسہ میں شریک ہوئے اور دوسروں کے لئے بھی بابرکت بنائے۔

(عاجز سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ راولپنڈی)

چٹاگانگ اور برہمن بڑیہ میں تبلیغ احمدیت

مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر و مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل چٹاگانگ پہنچے۔ مقامی امیر صاحب نے چٹاگانگ ٹاؤن ہال میں لیکچر کا انتظام و پروگرام شائع کر رکھے تھے۔ اگرچہ پوجا کی تعطیل کے سبب اکثر لوگ شہر سے باہر چلے گئے تھے۔ تاہم احقاق حق کے خواہشمند کافی تعداد میں پہنچ گئے۔ مولوی نیّر صاحب نے انگریزی زبان میں "سلسلہ احمدیہ ساری دنیا کے امن کی جڑ ہے" پر قریباً ۱½ گھنٹہ تک مؤثر پیرایہ میں تقریر کی۔ اس کے بعد بعض طالب علموں نے کچھ سوالات کئے۔ جن کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ چونکہ حاضرین میں سے اکثر اردو زبان سے ناواقف تھے۔ اس لئے مولوی غلام احمد صاحب کی تقریر نہ ہو سکی۔ اور چونکہ بنگال کے احمدیہ مرکز برہمن بڑیہ میں سالانہ جلسہ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۲۶ء سے شروع ہونا تھا۔ اس لئے چٹاگانگ میں زیادہ دیر ٹھہر نہ سکے اور ۱۴ر اکتوبر کی شام کو وہاں سے روانہ ہو گئے۔

۱۵ر اکتوبر ۱۹۲۶ء سات بجے صبح کو وفد برہمن بڑیہ اسٹیشن پر پہنچا۔ برہمن بڑیہ کی لوکل جماعت نے بہت شاندار استقبال کیا۔ کارروائی جلسہ شروع ہونے پر امیر صاحب مقامی نے افتتاحی تقریر کی۔ اس کے بعد مولوی ظل الرحمٰن صاحب مبلغ بنگال نے آنحضرت صلعم اور آپ کے بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کی مماثلت پر ایک پُرجوش لیکچر دیا۔ اس کے بعد جمعہ اور عصر کی نماز پڑھی گئی۔ مولوی نیّر صاحب نے خطبہ جمعہ میں مؤثر پیرایہ میں احمدیوں کو نصائح فرمائیں۔ جمعہ کی نماز کے بعد چیف سکرٹری مولوی ابو الہاشم خانصاحب ایم۔ اے نے انجمن کی گذشتہ سال کی کارروائی کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ پھر مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور ان کے مثیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشابہت پر تقریر کی۔ اس کے بعد مولوی نیّر صاحب نے انگریزی زبان میں اسلام کی حقیقت اور اس کے عالمگیر ہونے کے متعلق تقریر فرمائی۔ اس کے بعد حضرت امیر صاحب نے نجات اور اس کے ذرائع پر تقریر

فرمائی - ۸ بجے شام کو نیر صاحب نے میجک لینٹرن کے ذریعہ مسیح موعود علیہ السلام کی کامیابی اور احمدی تبلیغی کارروائی کا نقشہ دکھا کر تقریر کی۔ حاضری کی تعداد دو ہزار کے قریب قریب تھی۔

دوسرے دن قریباً ۱۱ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ پہلے میاں عبدالرحمٰن صاحب نے تلاوت قرآن مجید خوش الحانی سے کی۔ بعد ازاں مولوی اوصاف علی صاحب سکرٹری امور عامہ نے "اسلام دوسرے مذاہب والوں کے ساتھ کس قسم کے برتاؤ کی تعلیم دیتا ہے" پر ایک دلچسپ لیکچر دیا۔ اس کے بعد مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی نے ایک پُرزور تقریر "ہندو مسلمانوں کے درمیان کس طرح اتحاد قائم ہو سکتا ہے" فرمائی۔

اس کے بعد مولوی غلام صمدانی صاحب بی۔ اے سکرٹری فارن ڈیپارٹمنٹ نے نقشہ کے ذریعہ دنیا کے مختلف مقامات میں جہاں جہاں احمدیت پھیلی ہے دکھا کر بتایا کہ حضرت احمد علیہ السلام کا کام کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا۔ بعد ازاں مولوی عبدالسبحان صاحب سیکرٹری تنظیم نے "نجات کس مذہب کے ذریعہ مل سکتی ہے" کے متعلق ایک مضمون پڑھا۔ اس کے بعد مولوی نیر صاحب نے اپنا مضمون "سلسلہ احمدیہ کی امداد میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ کام کر رہا ہے" بیان کرنا شروع کیا۔ جسے بہت سے تعلیم یافتہ اور معزز ہندو بہت غور سے سن رہے تھے۔

پھر مولوی نیر صاحب نے رات کو میجک لینٹرن کے ذریعہ حضرت احمد علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی کامیابی پر نہایت مؤثر پیرایہ میں تقریر فرمائی۔ بعد ازاں مولوی غلام احمد صاحب نے تقریر کی۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۲۶ء۔ مولوی عبدالواحد صاحب مرحوم کے مکان میں جلسہ گاہ مقرر ہو چکا تھا۔ جہاں مستورات کا جلسہ تھا۔ حاضرات کی تعداد تین سو سے زائد تھی۔ ان میں دو دو بڑی لیڈیاں بھی تھیں۔ ۸ خواتین اور لڑکیوں نے قرآن شریف تلاوت کر کے سنایا۔ ۲ خواتین و لڑکیوں نے لکھے ہوئے مضامین پڑھ کر سنائے۔ آخر سیٹھ عبدالصمد صاحب نے ایک پُرنصائح لیکچر دیا۔ پھر مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل نے مستورات میں تقریر کی۔ جو بہت ہی مؤثر و موزوں تھی۔ اسی تاریخ غیر احمدیوں کی درخواست پر مسجد احمدیہ کے صحن میں مباحثہ قرار پایا تھا۔ جس میں ہمیں کامیابی ہوئی۔

اس کے بعد مولوی نیر صاحب نے چند معزز اور تعلیم یافتہ ہندو اصحاب کی دعوت کے مطابق برہمن بڑیہ [illegible] لائبریری میں "پیغام صلح" کے مضمون پر لیکچر دیا۔ سامعین کی تعداد قریباً پانسو تھی۔ نیر صاحب کا لیکچر بہت ہی پسندیدگی کے ساتھ سنا گیا۔ اس کے بعد ہماری جماعت کے امیر صاحب نے پریذیڈنٹ صاحب کے جو کہ ایک ہندو معزز آدمی تھے کہنے پر علوم لدنی کی حقیقت پر تقریر فرمائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علوم اور نیر صاحب وغیرہ صحابی مسیح موعودؑ کے علوم کو بطور مثال پیش کیا۔ اور بتایا کہ اس قسم کے علوم نبی کی صحبت سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ نہ کہ دنیا کی کسی یونیورسٹی سے۔

پھر مولوی غلام صمدانی صاحب بی اے نے بنگلہ زبان میں ہندو اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو حقیقی اسلام کو جو کہ عالمگیر اخوت کو دنیا میں قائم کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے بتایا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس سال ہمارا جلسہ بہت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ جلسہ میں چھ مرد و زن امیر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔

(خاکسار سید احمد عفی عنہ منیجر بنگال احمدیہ پراونشل ایسوسی ایشن)

حضرو میں تبلیغ احمدیت

اہالیان حضرو میں سے معتبر ترین اصحاب نے خواہش ظاہر کی کہ وہ بھی اپنے مولوی بلاتے ہیں احمدی جماعت بھی اپنے مولوی حضرو میں لائیں تاکہ مناظرہ ہو کر آخری فیصلہ ہو۔ چنانچہ ہم نے اپنے مولوی صاحبان اس موقعہ کے لئے منگالئے۔ مگر غیر احمدی اصحاب اپنے وعدہ پر قائم نہ رہے۔ اور مولوی منگانے سے انکار کر دیا۔ اس پر جیسا کہ ہمارے وفد کا پروگرام تھا۔ سلسلہ لیکچر شروع کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میاں محمد الدین صاحب میونسپل کمشنر حضرو نے اپنا کٹڑہ جو کہ نہایت موزون کشادہ اور اپنی قسم کی حضرو میں واحد عمارت ہے اس کار خیر کے لئے عنایت کیا اور ہم اس مہربانی کے لئے میاں صاحب موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جوں جوں ایام جلسہ نزدیک آتے گئے۔ میاں صاحب مذکور پر طرح طرح کا دباؤ ڈالا گیا۔ کہ وہ اپنی جگہ جلسہ کے لئے نہ دیں۔ حتیٰ کہ ایک جلسہ غیر احمدی اصحاب نے کیا۔ جس میں مولویوں نے جمع ہو کر میاں محمد الدین صاحب پر اس کار خیر کے لئے اظہار نفرت کیا۔ ہمارے اشتہار بھی پھاڑے گئے۔ ایک منادی ڈھول دیکر تمام شہر میں گھمایا۔ جس نے ہر گلی کوچہ میں ہمارے جلسے کے اوقات وغیرہ سے آگاہ کر کے کہا کوئی آدمی جلسہ احمدیہ میں شامل نہ ہو۔ لیکن جیسا کہ دوسرے دن تعداد حاضرین سے معلوم ہوا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے ہمارے جلسہ کی تشہیر کے لئے انتظام کیا۔

۸ر تاریخ صبح کو حافظ روشن علی صاحب کا مضمون "اسلام اور دیگر مذاہب" پر تھا۔ جس میں حاضرین کی تعداد اتنی نہیں تھی جتنی حضرو جیسے قصبے میں ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن جتنے بھی تھے وہ حافظ صاحب کے خداداد ملکہ اور حُبِّ اسلام کا اثر لے کر گئے۔ جو لوگ شامل نہ ہو سکے تھے۔ انہوں نے منع کرنیوالوں کا ناک میں دم کر دیا۔ اور شامل نہ ہونے والوں کو بدقسمت کہا۔ بعض کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ کہ یہ مضمون آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دوسرے اجلاس میں جب کہ مولوی علی محمد صاحب کی وفات مسیح پر تقریر ہو رہی تھی ایک مجمع کثیر مولوی عبدالغفور صاحب عربی ٹیچر گورنمنٹ سکول حضرو اور ایک اور مولوی صاحب کو لے کر جلسہ گاہ میں آ داخل ہوا۔ اور سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ مگر کہاں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جری سپاہی اور کہاں یہ بیچارے مولوی۔ بجائے اس کے کہ دلائل سے جواب دیتے سامعین کو ابھارنا چاہا کہ دیکھو لوگو! انہوں نے نیا عقیدہ نکال لیا ہے۔ حالانکہ مدت سے کل مسلمانوں کا یہی عقیدہ چلا آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر ہے۔ کیا اب ان کی سمجھ میں یہ مسئلہ آیا ہے۔ جب دیکھا کہ قرآن و حدیث سے جواب بن نہیں پڑتا تو ایک معمولی سے بہانہ پر جلسہ گاہ سے چلے گئے۔

تیسرا اجلاس ۸ بجے رات شروع ہوا۔ مولوی عبدالغفور صاحب نے صداقت مسیح موعودؑ کے موضوع پر اپنی تقریر شروع کی۔ غیر احمدی اصحاب کی طرف سے قریباً دس بجے ان کا ایک قاصد رقعہ لے کر جلسہ گاہ میں پہنچا۔ جس کا جواب دیا گیا کہ وہ خوشی سے ہمارے جلسہ میں آ سکتے ہیں۔ چنانچہ غیر احمدی مجمع کثیر کی شکل میں مولوی محمد غوث صاحب موضع دریہ و مولوی عبدالغفور صاحب ٹیچر کو آگے لگائے ہوئے بڑے زور شور کیساتھ سرائے میں آ داخل ہوئے۔ لیکچر ختم ہونے پر انہیں موقعہ دیا گیا کہ وہ سوالات کر سکتے ہیں۔ لیکن غیر احمدی اصحاب کی خواہش پر کہ پہلے مولوی صاحب دریہ وفات مسیح کے متعلق سوالات کریں گے اور بعد ازاں مولوی عبدالغفور صاحب صداقت مسیح موعود پر۔ مولوی صاحب دریہ والے اٹھے اور فرمانے لگے چونکہ میں نے لیکچر جو وفات مسیح کے مضمون پر ہوا ہے نہیں سنا تاوقتیکہ پھر مضمون نہ دہرایا جائے میں کوئی سوال نہیں کر سکتا۔ اس لئے ان کی استدعا پر مولوی علی محمد صاحب نے مکرر وفات مسیح پر اپنا مضمون بیان کیا۔ بعد ازاں مولوی محمد غوث صاحب اٹھے اور فرمایا وہ تیار ہو کر نہیں آئے۔ ان کو لیکچر کے واسطے بلایا گیا تھا۔ چنانچہ ختم ہونے سے پہلے ... ہی جو کہ پندرہ منٹ مقرر تھے بیٹھ گئے اور بقیہ وقت مولوی علی محمد صاحب کو دیا گیا۔ مولوی صاحب موصوف نے پھر وضاحت سے بیان کیا۔ مولوی محمد غوث صاحب جواب کیلئے اٹھے تو سہی لیکن ان کی بے مائیگی کو دیکھ کر خان محمد جان جونیر واٹس پریذیڈنٹ صاحب کمیٹی حضرو نے فرمایا ایک ہی مضمون نہیں شروع رکھنا چاہیئے۔ اور اب صداقت مسیح موعودؑ کے متعلق گفتگو شروع ہو۔ اس کے بعد صداقت مسیح موعودؑ پر گفتگو شروع ہوئی۔ مگر اسے بھی ناتمام چھوڑ کر چلے گئے۔ (راقم: ۔ اللہ بخش صاحب احمدی سگنیلر۔ سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ کیمبل پور)

(اشتہارات)

حیرت انگیز نئی کاریگری

ایک دن میں تین شکلیں بدلنے والی

کیمیکل گولڈ سنہری لہریہ دار چوڑیاں

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی سے بنایا ہے کہ پانچسو میں بیچنے کو جی چاہتا ہے۔ پانچسو روپیہ کی چوڑیاں بنوا کر ان کے سامنے رکھ دو۔ پھر دیکھو کونسی خوبصورت اور قیمتی معلوم ہوتی ہیں۔ بجز کاریگر ساہوکار بھی یکایک نہیں بتا سکتا۔ کہ یہ سونے کی نہیں۔ جہاں دکھائیے۔ نہیں کوئی دو سو روپیہ سے کم نہیں بتا سکتا۔ کسی قسم کی چوڑیاں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ان کو ہاتھوں میں پہنا کر ان کی بہار دیکھئے۔ گھڑی گھڑی میں ایک نئی طرز معلوم ہوتی ہے۔ دو چار الگ ہو جائیں۔ تو پھول پتی معلوم ہوتی ہیں اور سب مل جائیں۔ تو عمدہ قسم کی بیل معلوم ہوتی ہے اور سب الگ ہو جائیں تو لہریہ پڑ جاتا ہے۔ ان کو پہن کر عورتیں اگر عورتوں میں بیٹھیں تو وہ عورتیں جو دولت والی سونا چاندی پہنتی ہیں انہیں دیکھ کر دنگ رہ جائینگی اور کہیں گی ہائیں جو لگا دو سب کی نظر ان پر نہ پڑے تو بات نہیں۔ چمک دمک رنگ ان چوڑیوں کا مثل سونے کے چمکدار رہتا ہے۔ قیمت ایک سٹ بارہ چوڑیوں کا دام [illegible] چار سٹ کے خریدار کو ایک سٹ مفت۔ فرمائشات کے ساتھ ناپ آنا ضروری ہے۔ محصولڈاک علاوہ۔

ایس اے اصغر اینڈ کو دریا محل دہلی

ایک با موقعہ مکان رہن ملتا ہے

قادیان کی پرانی آبادی میں احمدیہ محلہ کی حدود کے اندر مسجد مبارک اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے مکان سے دو منٹ کے راستہ پر ایک مکان پختہ رہن ملتا ہے۔ مکان میں ایک دالان دو چھوٹی کوٹھڑیاں ایک باورچی خانہ ایک غسل خانہ پاخانہ اور چھت پر صحن کے پردے ہیں۔ کرایہ کا اندازہ پانچ روپیہ ہوا ہے۔ زر رہن چھ صد روپیہ مقرر ہے۔ مالک مکان باقاعدہ کرایہ نامہ لکھدینے کو تیار ہے۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرماویں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد۔ قادیان

قرآن شریف

بطرز

یسرنا القرآن

چھوٹی تقطیع پر چھپ گیا ہے۔ ۷ انچ طول ۵ انچ عرض۔ قیمت کاغذ موٹا مجلد [illegible] بلا جلد [illegible] کاغذ متوسط مجلد [illegible] بلا جلد [illegible]

ملنے کا پتہ

کتاب گھر قادیان

چھپ گیا! چھپ گیا!! چھپ گیا!!!

چندر وار اردو شارٹ ہینڈ

ایک ماہر زود نویس کی قابل قدر رائے

صرف دو سو کاپی باقی رہ گئی ہے

(جلد خریدیں)

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم۔ چندر وار شارٹ ہینڈ کی کتاب میں نے بنظر غور پڑھی ہے۔ واقعی کتاب سلیس اور مختصر سے مختصر لفظوں میں لکھی گئی ہے۔ معمولی محنت اور تھوڑے وقت میں مبتدی ایک ماہر زود نویس بن سکتا ہے۔ واقعی ایسی کتاب کی مدت سے ضرورت تھی۔ والسلام۔ دستخط غلام حسن شارٹ ہینڈ رائیٹر دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر جھنگ۔

کتاب سنہرا مجلد۔ لکھائی۔ چھپائی دیدہ زیب۔ قیمت مع محصولڈاک بجائے پانچ روپیہ کے صرف دو روپیہ (عہ)

ملنے کا پتہ

شیخ الٰہی بخش۔ رحیم بخش بک سیلرز۔ پبلشرز۔ گجرات پنجاب۔

حصہ داران احمدیہ سٹور قادیان

جملہ حصہ داران سٹور احمدیہ قادیان جن کے حصہ کا روپیہ سٹور میں موجود ہے اطلاع دیجاتی ہے کہ وہ اپنے حصص اور رسیدیں سٹور احمدیہ کو بھجوا دیں۔ جس سے کہ سٹور کو روپیہ واپس کرنے میں کوئی دقت پیدا نہ ہو۔ شیخ فتح محمد منیجر سٹور قادیان۔

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب پنڈت لکشمی روپ صاحب بی۔ اے۔ [illegible] ایم۔ اے۔ آر۔ ایس۔ راولپنڈی

حشمت شاہ ولد عنایت شاہ مدعی

بنام

عبدالرؤف ولد امیر شاہ موٹر ڈرائیور۔ ایم۔ ٹی سیکشن عسکری ایم۔ ٹی کمپنی مدعا علیہ چھاؤنی بنوں

۴/ ۸۲ روپیہ

ہرگاہ مدعا علیہ مقدمہ بالا حاضری عدالت ہذا سے عمداً گریز کر رہا ہے اور تعمیل سمن اسپر نہیں ہو سکتی۔ اب تاریخ پیشی مقدمہ ۲۶/۱۱ مقرر کی گئی ہے۔ لہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بذریعہ اشتہار ہذا اشتہیری کی جاوے کہ اگر مدعا علیہ مذکورہ بالا مورخہ ۲۶/۱۱ آئندہ تاریخ پیشی ہمراہ جوابدہی مقدمہ بالا اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا نہ ہوگا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج بتاریخ ۵ ماہ اکتوبر ۱۹۲۶ء بثبت مہر عدالت و دستخط ہمارے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

(اشتہار منادی زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

باجلاس جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج بہادر چونیاں

گیور سنگھ ولد مہندر سنگھ جٹ ساکن موضع حویلی سردار سندر سنگھ واقع [illegible] تحصیل چونیاں مدعی

بنام

دیندار ولد [illegible] قوم مسلی ساکن موضع حویلی سردار سندر سنگھ جھنگڑ واقع [illegible] تحصیل چونیاں مدعا علیہ

دعویٰ مبلغ ۲۸/ روپیہ بدرستی بہی

(اشتہار منادی بنام دیندار مدعا علیہ مذکورہ بالا)

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں صاحب درخواست مدعی بیان حلفی سے ظاہر ہے کہ مدعا علیہ مذکورہ بالا تعمیل سمن سے بدیں غرض گریز کرتا ہے۔ لہذا اس کو بذریعہ اشتہار منادی ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر وہ مورخہ ۲۶/۱۱ بوقت دس بجے قبل دوپہر اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر پیروی نہ کریگا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ حسب ضابطہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ ۲۶/۱۰/۲۶

مہر عدالت — دستخط حاکم

ممالک غیر کی خبریں

—— جریدہ ٹائمز کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے۔ کہ شریف حسین سابق بادشاہ حجاز نے اپنے سکرٹری پر عدالت "قبرص" میں مقدمہ دائر کیا ہے۔ سکرٹری پر ڈہائی سو گنی کے غبن کا الزام ہے جو ملکہ شریف حسین نے سکرٹری کو مصر بھیجنے کے واسطے دیا تھا۔ حکومت برطانیہ نے حکم دیا ہے کہ سماع مقدمہ کے وقت ملکہ کو عدالت میں حاضر کیا جائے۔ لیکن شریف حسین نے اسے نامنظور کر دیا۔ عدالت مصر ہے کہ انہیں حاضر کیا جائے۔ شریف حسین نے اعتراض کیا اور کہا کہ ان کی حاضری آداب اسلامیہ کے خلاف ہے اور اس سے ان کی ذاتی عزت و شرافت پر ایک بدنما داغ لگے گا۔ لیکن اس عدالت میں اس کی کچھ شنوائی نہ ہوئی اور آخر مقدمہ خارج کر دیا گیا۔

—— لنڈن ۲۷ر اکتوبر۔ لنڈن کے ایرانی سفیر کو حکومت ایران کی طرف سے ایک برقی پیغام موصول ہوا ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ اس اطلاع میں صداقت کا شائبہ تک نہیں کہ دول ایران و ترکی و روس اور افغانستان کے درمیان ایک معاہدہ تحفظ طے ہوا ہے۔ ان دول کے درمیان اس قسم کے معاہدہ کے متعلق کسی قسم کی گفت و شنید بھی نہیں ہوئی۔ البتہ ترکی و ایران کے درمیان مودت و تحفظ کا ایک معاہدہ حال ہی میں طے ہو چکا ہے۔

—— دہلی ۲۷ر اکتوبر۔ جلالۃ الملک شاہ مصر نے حکومت برطانیہ کی سفارش پر سر جان میفی کو ملک سوڈان کا گورنر جنرل مقرر کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ سر جان موصوف ہندوستان میں عرصہ دراز تک شاندار خدمات انجام دے چکے ہیں۔ شمال مغربی سرحد پر عرصہ تک مختلف عہدوں پر ممتاز رہنے کے بعد وہ لارڈ چیمسفورڈ وائسرائے ہند کے پرائیویٹ سکرٹری ہو گئے تھے۔ ۱۹۱۹ء میں وہ افغانستان میں چیف پولٹیکل افسر مقرر کئے گئے۔ اس کے بعد وہ صوبہ سرحدی کے چیف کمشنر مقرر ہوئے اور اس منصب جلیلہ سے ۱۹۲۴ء میں سبکدوش ہو گئے۔

—— ۲۹ر اکتوبر۔ لنڈن۔ جنگی جہاز زیبرین بوجہ طوفان جزیرہ بربودہ کے ۱۸ میل جنوب ۲۲ر اکتوبر کو غرق ہو گیا۔ دفتر بحری کا بیان ہے کہ عملہ میں صرف ۲۰ آدمی بچے ہیں۔ زیبرین ایک چھوٹا سا جہاز تھا۔ اس میں ۹۵ سے ۱۰۰ تک آدمی رہتے تھے۔ اندیشہ ہے کہ ۷۰۔۸۰ آدمی ڈوب گئے ہیں۔ یہ جہاز ۱۹۱۶ء میں بنایا گیا تھا۔ اور اس پر تین تین پونڈ کا گولہ پھینکنے والی چار توپیں نصب تھیں۔ اگرچہ جہازیوں کی تلاش جاری ہے لیکن زیادہ توقع نہیں کہ کوئی اور شخص بچا ہوگا۔ اس کے عملہ میں اس وقت ۱۰۳ شخص تھے۔ ان اطراف میں ایسا شدید طوفان آج تک نہیں آیا تھا۔

—— ۲۵ر اکتوبر۔ لنڈن۔ موسیو ووروشیلوف روسی وزیر جنگ نے تازہ بھرتی شدہ ۶ ہزار فوجی افسروں کے مجمع میں فرمایا:۔ مونچھوں کو تاؤ دے لو اور آئندہ بہت جلد ایک جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ دولت سوویٹ تو ضرور امن و صلح کی متمنی ہے لیکن سواحل بالٹک کی ریاستوں اور پولینڈ میں جو آئے دن مجالس شورائے حربیہ منعقد ہو رہی ہیں ان سے دولت روس کا کھٹکا بڑھتا جاتا ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ خفیف سا بہانہ بھی اگر دشمنوں کو مل گیا تو وہ فوراً روس پر حملہ کر بیٹھیں گے۔

—— طہران ۲۹ر اکتوبر۔ جبریہ فوجی خدمت کے لئے ایک فرمان شاہی نافذ ہوا ہے۔ ۷ر نومبر سے فوجی بھرتی شروع ہو جائے گی۔

ہندوستان کی خبریں

—— کلکتہ ۲۷ر اکتوبر۔ کل رات کو مسجد ناخدا کے قریب ایک بم پھینکا گیا۔ جس کی وجہ سے چھ آدمی زخمی ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ نماز عشاء کے بعد جب ۹ بجے مسلمان مسجد سے نکل کر سڑک پر آئے تو مجمع میں بم پھینکا گیا۔ پولیس کو اطلاع دی گئی اور وہ فوراً موقع پر پہنچی اور تین زخمیوں کو ہسپتال لے گئی۔ جہاں سے مرہم پٹی کے بعد بڑی رات کو روانہ ہوئے۔

—— لاہور کے میو ہسپتال میں مزید تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ دسہرے میں بم پھٹنے کی وجہ سے ۵۹ اشخاص مجروح ہوئے۔ جس میں سے ۹ اب تک مر چکے ہیں۔ زخمیوں میں ۴ سکھ ۱۱ مسلمان اور ۴۴ ہندو تھے۔ مجرموں کا پتہ لگانے میں پولیس کی کوششیں ابھی تک ناکام رہیں۔

—— بمبئی کی تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں کے ایک معزز جوہری کیسری بھائی دیو چند کو پولیس نے مہارانی کوچ بہار کے ایما پر گرفتار کر لیا ہے۔ ملزم پر یہ الزام ہے۔ کہ اس نے ساڑھے نو لاکھ روپیہ کی مالیت کی موتیوں کی مالا کے سلسلہ میں خیانت مجرمانہ کی ہے۔ پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے ملزم کو ایک لاکھ روپیہ کی ضمانت اور اسی قسم کے دو مچلکوں پر تا فیصلہ مقدمہ رہا کر دیا ہے۔

—— جنگ یورپ کی عارضی صلح کی تقریب کو منانے کیلئے حکومت پنجاب مطلع کرتی ہے کہ ۱۱ر نومبر کو ۱۱ بجے دن کو دو منٹ کے لئے تمام کاروبار ترک کر کے سب لوگ ساکت و صامت رہیں۔ عیسائیوں کے گرجوں میں مناسب دعا مانگی جائے۔ حکومت پنجاب دیگر اقوام سے بھی امید کرتی ہے کہ وہ اس میں اشتراک عمل کریں۔

—— لاہور ۲۷ر اکتوبر۔ آج حکومت پنجاب کا غیر معمولی گزٹ شائع ہوا ہے۔ جس میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب نے موجودہ پنجاب لیجسلیٹو کونسل کو توڑ دیا ہے۔

—— معاصر "اکالی" اپنی تازہ ترین اشاعت میں لکھتا ہے کہ رڑکا ضلع جالندھر میں ۲۶ اور ۲۷ر اکتوبر کی درمیانی شب کو ایک بم پھٹا۔ جس سے ایک سنار کا بازو اڑ گیا۔ سنار کے گھر کی جب تلاشی لی گئی۔ تو وہاں اور دو بم برآمد ہوئے۔ پولیس مصروف تحقیقات ہے۔

—— ساہوکارہ بل جس پر ایک عرصہ سے پنجاب کونسل میں بحث و مباحثہ ہو رہا تھا۔ گورنر پنجاب نے حال ہی میں اپنی مقامی تقریر کے دوران میں اعلان کیا ہے۔ کہ اگرچہ میں نے ساہوکارہ بل کی منظوری نہیں دی۔ جس کو پنجاب کونسل پاس کر چکی ہے تاہم جدید کونسل میں اسی قسم کا ایک بل گورنمنٹ اپنی طرف سے پیش کریگی۔

—— ۱۹۲۵ء میں صوبہ پنجاب میں ۷۵۴ واقعات قتل ہوئے ڈکیتیوں کا شمار یکصد تھا اور نقب زنی کی وارداتیں اٹھارہ ہزار ۹۵۰ ہوئیں۔

—— پنجاب میں جون ۱۹۲۶ء کے بعد سے ۱۹ جدید ریلوے لائنوں کی تعمیر شروع ہو گئی ہے۔

—— حکومت پنجاب اپنے محکمہ تعلیم پر سالانہ ایک کروڑ ۷۵ لاکھ روپیہ صرف کرتی ہے۔ طلباء کا شمار دس لاکھ سے زائد ہے۔

—— لاہور ۳۰ر اکتوبر۔ انگلستان سے کرکٹ کی کلب (ایم سی سی) ہندوستان میں آئی ہے۔ وہ لاہور میں ہندوستان کی مختلف ٹیموں کے ساتھ مقابلہ کریگی۔ مکمل پروگرام ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

۸ر نومبر و ۹ر نومبر ایم سی سی کا مقابلہ ہندوستان کی فوجی ٹیم سے

۱۲ر نومبر و ۱۳ر نومبر ایم سی سی کا مقابلہ جنوبی پنجاب کی ٹیم سے

۱۵ر نومبر و ۱۶ر نومبر ایم سی سی کا مقابلہ شمالی پنجاب کی ٹیم سے

۱۸ر نومبر و ۱۹ نومبر و ۲۰ نومبر ایم سی سی کا مقابلہ پنجاب و شمال مغربی ہند کی مشترکہ ٹیم سے۔

—— لاہور ۳۱ر اکتوبر۔ کانگرس کمیٹی نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ لالہ ہنس راج کو حلقہ جالندھر کی طرف سے اسمبلی کی رکنیت کے لئے امیدوار بنایا جائے۔ اسی حلقہ کی طرف سے لالہ لاجپت رائے بھی کھڑے ہو رہے ہیں۔

—— راولپنڈی ۳۱ر اکتوبر۔ لفٹنٹ کرنل فریزل سیشن جج راولپنڈی نے سید پور کے مقدمہ آتشزدگی کا فیصلہ سنا دیا۔ جس میں سمندرا اور دوسرے ملزموں کے خلاف دفعہ ۴۳۲ و ۳۹۲ تعزیرات ہند کے ماتحت الزامات عائد کئے گئے تھے۔ ۵۲ ملزموں میں سے ۸ بری کر دیئے گئے ہیں اور باقی ۴۴ ملزموں کو سات سات سال قید بامشقت کی سزا دی گئی ہے۔

—— دہلی ۳۰ر اکتوبر۔ نواب صاحب لوہارو (پنجاب) طویل علالت کے بعد آج صبح انتقال کر گئے۔ وہ اپنے والد سر امیر الدین احمد کی دست برداری حکومت پر ۱۹۲۰ء میں مسند نشین ہوئے تھے۔

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)